ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
11
www.tanzeem.org
19 تا 25 ربیع الاوّل 1430ھ / 17 تا 23 مارچ 2009ء

سیرتِ محمدیؐ کی جامعیت

دوستو! میں نے آج کی تقریر میں محمد رسول اللہ ﷺ کی صفتِ جامعیت کی نیرنگیاں مختلف پہلوؤں سے دکھائیں۔ اگر تم مطالعۂ فطرت کے بعد یقین رکھتے ہو کہ یہ دنیا انسانی مزاجوں اور انسانی صلاحیتوں اور استعدادوں کے اختلاف کا نام ہے تو یقین کرو محمد رسول اللہ ﷺ کی جامع شخصیت کے سوا اس کا کوئی آخری اور دائمی اور عالمگیر رہنما نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے اعلان فرمایا:

﴿اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران:31)

”اگر تم کو خدا کی محبت کا دعویٰ ہے تو آؤ میری پیروی کرو۔“

اگر تم بادشاہ ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر تم رعایا ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر تم سپہ سالار ہو اور سپاہی ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر تم استاد اور معلّم ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر دولت مند ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر غریب ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر بے کس اور مظلوم ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر تم خدا کے عابد ہو تو میری پیروی کرو.................. اگر قوم کے خادم ہو تو میری پیروی کرو۔ غرض جس نیک راہ پر بھی ہو اور اس کے لئے بلند سے بلند اور عمدہ سے عمدہ نمونہ چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

خطباتِ مدراس
سید سلیمان ندویؒ

اس شمارے میں

اسلامی انقلاب یا جمہوریت؟
وکلاء تحریک: امید کی کرن (III)
اسرائیل کیسے قائم ہوا؟
ہم سچے اُمتی کیونکر بن سکتے ہیں؟
اب امریکہ کی باری ہے!
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
میں تنظیم اسلامی میں کیسے شامل ہوا
اے خاصۂ خاصانِ رسلؐ وقتِ دُعا ہے
دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

سورۃ الاعراف

(آیات: 85 تا 88)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ۗ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا
النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿٨٥﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ
وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِیْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿٨٦﴾
وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰی یَحْكُمَ اللّٰهُ بَیْنَنَا ۚ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿٨٧﴾ قَالَ الْمَلَاُ
الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ﴿٨٨﴾﴾

”اور مَدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ (تو) انہوں نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی آ چکی ہے۔ تو تم ماپ اور تول پُوری کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو، اور زمین میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرو۔ اگر تم صاحب ایمان ہو تو سمجھ لو کہ یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور ہر رستے پر مت بیٹھا کرو کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے، اُسے تم ڈراتے اور راہ خدا سے روکتے اور اُس میں کجی ڈھونڈتے ہو اور (اس وقت کو) کو یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے تو اللہ نے تم کو جماعت کثیر بنا دیا۔ اور دیکھ لو کہ خرابی کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔ اور اگر تم میں سے ایک جماعت میری رسالت پر ایمان لے آئی ہے اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی تو صبر کیے رہو، یہاں تک کہ اللہ ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کر دے۔ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ (تو) اُن کی قوم میں جو لوگ سردار اور بڑے آدمی تھے، وہ کہنے لگے کہ شعیب! (یا تو) ہم تم کو اور جو لوگ تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں اُن کو اپنے شہر سے نکال دیں گے یا تم ہمارے مذہب میں آ جاؤ۔ انہوں نے کہا خواہ ہم (تمہارے دین سے) بیزار ہی ہوں (تو بھی؟)۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی قطورا تھی۔ اُن سے ابراہیمؑ کے کئی بیٹے تھے۔ ایک کا نام مدین تھا جن کی اولاد خلیج عقبیٰ کے مشرقی ساحل کے ساتھ ساتھ آباد تھی۔ یہ علاقہ بڑا اہم تھا، شمال سے جنوب اور جنوب سے شمال کی طرف جانے والے یعنی عراق اور ایران سے مصر جانے والے تجارتی قافلے اور ادھر سے گزرتے تھے، اس طرح یہ International trade route بن گیا تھا۔ تجارت کی وجہ سے یہاں کے لوگ خوشحال اور صاحب ثروت ہو گئے تھے۔ تو یہاں مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا۔ یہ کاروباری لوگ تھے، ان کے اندر ماپ تول میں کمی کرنے کی بیماری پیدا ہو گئی تھی۔ یاد رہے کہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے جن تین قوموں، قوم نوحؑ، قوم ہودؑ اور قوم صالحؑ کا ذکر ہوا، اُن میں سوائے شرک کے اور کسی برائی کا تذکرہ نہیں ملتا۔ گویا ابھی انسانی تمدن اتنا سادہ تھا کہ اس میں اور گندگیاں پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ انسان فطرت کے قریب تھا۔ ابھی وہ پیچیدگیاں اور برائیاں ظاہر نہ ہوئی تھیں جو تمدن کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہیں۔ قوم لوطؑ میں Sexual Perversion کی بنیادی خرابی آ گئی۔ قوم شعیبؑ میں مالی معاملات میں دھوکہ فریب، کم تولنا، کم ماپنا، لوگوں کا مال ہڑپ کر جانا وغیرہ کی خرابی پیدا ہوئی۔ حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو دعوت بندگی کے ساتھ ساتھ اس خرابی سے روکا اور فرمایا کہ پیمانہ پورا بھرا کرو اور ماپ تول پورا کیا کرو، اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کیا کرو۔ یعنی جو کسی کا حق بنتا ہے، وہ کسی طرح کی کمی کے بغیر ادا کیا کرو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ مچاؤ، تمہارے حق میں یہی بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو۔

یہ لوگ قافلوں کو لوٹتے تھے، راہزنی کرتے، لوگوں کو ڈرا دھمکا کر مال چھینتے اور ناجائز بھتے وصول کرتے تھے، اس لئے فرمایا، اے لوگو! ہر راستے پر (راہ گیروں کو) ڈرانے دھمکانے کے لئے مت بیٹھا کرو۔ اور ساتھ ہی اس بات پر تنبیہ کی کہ تم اُن لوگوں کو جو ایمان لے آئے ہیں، اللہ کے راستے سے روکتے ہو اور اس کے لئے تم کجی تلاش کرتے ہو۔ اور یاد کرو جبکہ تم تعداد میں کم تھے۔ اللہ نے تمہاری تعداد زیادہ کر دی اور یہ بھی دیکھو کہ مفسدوں کا انجام کیسا کچھ ہوتا رہا ہے۔ قوم لوطؑ کو گزرے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ اس کا انجام تاریخی روایات کے اندر موجود ہے۔

پھر اگر تم میں سے ایک گروہ اس چیز پر ایمان لے آیا ہے جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے اور ایک گروہ وہ ہے جو ایمان نہیں لایا تو (اے ایمان والو) اب صبر کرو یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے۔ اور یقیناً وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس پر آپ کی قوم کے وہ سردار جنہوں نے تکبر کی روش اختیار کی تھی، کہنے لگے، اے شعیبؑ! ہم تجھے اپنی بستی سے نکال دیں گے اور اُن کو بھی جو تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں یا پھر تم لوگوں کو واپس ہماری ملت میں آنا ہوگا۔ یعنی ہمارے ہی طور طریقے اپنانا ہوں گے۔ اس پر حضرت شعیبؑ نے کہا کیا تم ہم پر جبر کرو گے جبکہ ہمیں تمہارے طور طریقے، رسم و رواج بالکل پسند نہیں؟

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

نرم دلی

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ رَفِیْقٌ یُحِبُّ الرِّفْقَ فِی الْاَمْرِ كُلِّهٖ)) (متفق علیہ)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نرم خو ہے، وہ ہر کام میں نرمی کو پسند کرتے ہیں۔“

تشریح: معاشرتی زندگی میں آپس کے معاملات میں سختی اور سخت گیری کی بجائے نرمی اور بُردباری سے کام لینا چاہیے۔ نرمی اخلاقِ انسانی کا وہ سدابہار پھول ہے جو زندگی کے ہر میدان میں خوشبو پھیلا کر اسے معطر بنا دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

اسلامی انقلاب یا جمہوریت؟

اللہ رب العزت اپنے کلامِ پاک میں فرماتا ہے: (ترجمہ) ”خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے، تا کہ اللہ اُنہیں اُن کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے، شاید کہ وہ باز آ جائیں“۔ قرآن پاک تاریخ کی کتاب ہے اور نہ سائنس کی بلکہ یہ انسانیت کے لئے ایک ہدایت نامہ ہے جو اپنے وقتِ نزول سے لے کر تا قیامت انسانوں کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شانِ رحیمی اور العادل ہونے کا مظہر ہے کہ اُس نے اِس کے متن کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی، تا کہ دنیا میں جنم لینے والا آخری انسان بھی یہ نہ کہہ سکے کہ وہ اِس سے رہنمائی کیوں کر حاصل کرے۔

جس پاکستانی کی بھی نظروں سے یہ آیت گزرے اُس کو کانپ اُٹھنا چاہیے۔ اِس لیے کہ ہمارے ہاں تو یہ فساد خشکی اور تری سے آگے بڑھ کر صحراؤں اور پہاڑوں میں بھی پھیل چکا ہے۔ اِس کی وجہ اِس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ جن اعمالِ بد کے سبب بر و بحر میں فساد پھیلتا ہے ہم وہ حدود بھی پھلانگ چکے ہیں اور پاکستان بُرائی کا گڑھ بن چکا ہے۔ معاشی اور معاشرتی برائیاں اپنی جگہ موجود ہیں لیکن سیاسی میدان مین ایک بھونچال آ گیا ہے۔ ایک طرف لانگ مارچ ہے، دھرنا ہے اور چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کے لئے جینا اور مرنا ہے تو دوسری طرف گورنر راج، دفعہ 144، پکڑ دھکڑ اور پُر تشدد کارروائیاں ہیں۔ ٹیلی ویژن کی سکرین پر نظر پڑ جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مار دھاڑ سے بھرپور پنجابی کی کوئی گھٹیا فلم چل رہی ہو۔ کسی گھر میں فساد برپا ہو جائے تو پہلے گھر والے خود اُس معاملے کو نمٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب وہ ناکام ہو جائیں اور دنگا فساد بڑھتا چلا جائے تو پھر محلے دار دخل دیتے ہیں۔ محلے داروں میں دوست بھی ہوتے ہیں اور دشمن بھی۔ بدقسمتی سے یا صحیح تر الفاظ میں ہماری حماقتوں سے پاکستان چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرا ہوا ہے۔ بعض کھلے دشمن ہیں اور بعض دوست کے روپ میں ہیں۔ بھارت اور پاکستان چوبیس گھنٹے کے فرق سے آزاد ہوئے تھے، لیکن دونوں ممالک کا تقابل صرف اِس لحاظ سے کریں کہ امریکہ جیسی سپریم پاور یہ جرأت نہیں کر سکتی کہ بھارت کے کسی اندرونی معاملے میں ایک بیان بھی داغ سکے۔ جب کہ امریکہ، برطانیہ، آسٹریلیا اور سعودی عرب پاکستانی سیاستدانوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کر رہے ہیں، اور بدقسمت پاکستانی قوم کے لیڈر اُن کے سامنے ایک دوسرے کی شکایتیں لگا رہے ہیں۔ اِنّا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ اُس ملک کے لیڈروں کا حال ہے جس کی مشرقی سرحد پر اُس کا ازلی اور پیدائشی دشمن عرصہ سے گھات لگائے بیٹھا ہے اور شمالی مغرب میں نیٹو فورسز دن رات بمباری کر کے پاکستانی شہریوں کو ہلاک کر رہی ہیں۔ آج تک ہم اپنے ایٹمی ہتھیاروں سے ڈرا کر دشمن کو اپنی سرحدوں سے دور رکھتے رہے۔ کیا اِس صورتِ حال میں ہم اپنے ایٹمی اثاثہ جات کو دشمن سے محفوظ رکھ سکیں گے؟ ہمارے بہت سے سیاست دانوں، دانشوروں اور تجزیہ کاروں کی رائے میں اگر پاکستان میں حقیقی اور خالص پارلیمانی جمہوریت قائم ہو جائے تو پاکستان اِن مسائل اور بحرانوں سے نجات حاصل کر کے مضبوط اور مستحکم ملک بن سکتا ہے۔ ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ صورتِ حال میں کچھ بہتری تو یقیناً آ سکتی ہے لیکن جہاں تک قیامِ پاکستان کے مقاصد کو حاصل کرنے کا تعلق ہے تو کیا محض جمہوریت کے قیام سے اس منزل کو پا لیا جائے گا؟ اس پر ہم اِس تبصرہ پر قناعت کریں گے کہ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ ہماری یہ رائے بلا دلیل نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جمہوریت ایک طرزِ حکومت ہے جو سرمایہ دارانہ نظام کی کوکھ سے جنم لیتا ہے۔ لہٰذا یہ طرزِ حکومت جہاں بھی ہوگا سرمائے کے حق میں (باقی صفحہ 15 پر)

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 18 — شمارہ 11
19 تا 25 ربیع الاوّل 1430ھ
17 تا 23 مارچ 2009ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔ 54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 5869501-03
pubications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 300 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

پنجاب کے پیرزادوں سے

[بالِ جبریل]

حاضر ہوا میں شیخ مجدّدؒ کی لحد پر — وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے — اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے — جس کے نفَسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہباں — اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو — آنکھیں مری بینا ہیں، و لیکن نہیں بیدار!
آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہوا بند — ہیں اہلِ نظر کشورِ پنجاب سے بیزار!
عارف کا ٹھکانا نہیں وہ خطّہ کہ جس میں — پیدا کلہِ فقر سے ہو طرّۂ دستار!
باقی کلہِ فقر سے تھا ولولۂ حق — طرّوں نے چڑھایا نشۂ خدمتِ سرکار!

مرشدِ رُومیؒ کے بعد علامہ اقبال حضرت مجدد الف ثانیؒ کے روحانی کمالات کے سب سے زیادہ معترف تھے۔ 1935ء میں اُن کو حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے مزار پر سعادت نصیب ہوئی اور مزار پر مراقب ہو کر روحانی فیض حاصل کیا۔

آٹھ اشعار کی اس نظم کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے کے چار اشعار میں اقبال حضرت مجدّد کی قبر کی زیارت اور اُن کے اوصافِ حمیدہ کا ذکر کرتے ہیں۔ دوسرے حصے کا پہلا شعر شیخ مجدّد سے خود اقبال ایک سوال کرتے ہیں۔ باقی تین اشعار اس سوال کا جواب ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ پنجاب کے پیرزادوں سے خطاب خود شیخ مجدّد نے کیا ہے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ پنجاب کے اِن پیرزادوں کے اسلاف اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے۔ چنانچہ اُن کے عقیدت مندوں نے اُن کو بڑی بڑی جاگیریں نذرانے کے طور پر پیش کیں۔

ان بزرگوں کی وفات کے بعد اُن کی اولاد نے اپنے اسلاف کی روایت سے منہ موڑ لیا اور اُن کے بزرگوں کی حاصل کردہ جاگیروں کی آمدنی نے اِن پیرزادوں کو لہو ولعب اور عیاشی کا خوگر بنا دیا۔ انھی دنوں انگریزوں نے ہندوستان پر اپنا تسلط جمایا تو انہوں نے مفادات کے لیے ان پیرزادوں کو استعمال کیا اور نہ صرف اُن کی جاگیروں کو برقرار رکھا، بلکہ بشرطِ وفاداری اُن کی جاگیروں اور مناصب میں بھی اضافہ کر دیا۔ اس نظم کے آخری تین اشعار میں شیخ مجدّد کی زبانی انھی پیرزادوں اور سجادہ نشینوں کو سرزنش کی گئی ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

1۔ اقبال فرماتے ہیں کہ میں شیخ مجدد الف ثانیؒ کی قبر پر زیارت کے لیے گیا۔ وہ اس خاک تلے مدفون ہیں جس کو یہ شرف حاصل ہے کہ زیرِ آسماں نُورانی تجلّیوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔

2۔ شیخ مجدد کی قبر کی مٹی ایسی بلند پایہ مٹی ہے، جس کے ذرّوں کی تابانی اور درخشانی کے رُوبرو ستاروں کی چمک بھی ماند پڑ جاتی ہے۔ یہی وہ خاک ہے جس میں شیخ مجدد الف ثانیؒ جیسا اولوالعزم بزرگ محوِ خواب ہے۔

3۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آزادیٔ فکر ونظر کے حوالے سے وہ ایسے کردار کے مالک تھے، جنھوں نے اپنے عہد کے تمام حُریت پسند لوگوں کو متاثر کیا۔ اُن کا یہی کردار تھا کہ شہنشاہ جہانگیر جیسے شہنشاہ کے رُوبرو سر جھکانا گوارا نہ کیا۔

4۔ اس میں شک کی گنجائش نہیں کہ ہندوستان کی سرزمین پر انہوں نے ملّتِ اسلامیہ کے مفادات اور تصورات کا تحفظ کیا اور اس مقصد کے لیے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی گریز نہ کیا۔

5۔ اقبال کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ سے دست بستہ درخواست کی کہ آپ تو فقر کے رازوں کے امین ہیں۔ ازراہ کرم مجھے بھی فقر کی دولت عطا کریں۔ ہر چند میری آنکھوں میں اشیاء کو ظاہری سطح پر دیکھنے کا جوہر تو موجود ہے، اس کے باوجود باطن تک میری رسائی ممکن نہیں۔ آنکھیں تو رکھتا ہوں، لیکن دیدۂ بینا نہیں رکھتا۔

6۔ اقبال کی اِس درخواست کے جواب میں شیخ مجدد کی قبر سے آواز آئی کہ پنجاب میں فقر کا جو سلسلہ تھا، وہ تو ایک عرصہ سے بند ہو چکا ہے، اس لیے کہ اہلِ حق یہاں کے لوگوں اور اُن کی ولایت سے مایوس و بے زار ہو چکے ہیں۔

7۔ اس لیے کہ جو لوگ معرفتِ الٰہی کا ادراک رکھتے ہیں، وہ ایسے خطۂ ارض میں قیام کرنا پسند نہیں کرتے، جہاں طرۂ دستار عملاً کُلہ دفقر کی جگہ لے لے۔ یعنی اہلِ فقر اپنے منصب کو بھلا کر ظاہری عزت و جاہ کے چکر میں پڑ جائیں۔ وہ لوگ جو یہاں فقیری اور درویشی کی گدیوں کے مالک تھے، اب وہی دنیاوی جاہ وجلال اور امارت کے سحر میں گرفتار ہو کر اپنے حقیقی مسلک سے منحرف ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے اسلاف کی دولت وعزت کو دینی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی بجائے ذاتی اغراض کے لیے وقف کر دیا ہے، ایسے لوگوں کے ساتھ اہلِ حق کا رشتہ برقرار نہیں رہا کرتا۔

8۔ عشقِ حقیقی کا ولولہ اور جوش تو کُلہِ فقر تک محدود تھا۔ جب تک فقر ودرویشی کا سلسلہ قائم رہا اور اہلِ فقر کی عظمت ومنصب کے نگہبان رہے، اُن کے مقاصد کو گزند نہ پہنچا، لیکن جب طرۂ دستار نے کُلہِ فقر کی جگہ لے لی تو پھر فقر کی گنجائش کہاں رہی۔ اب تو صورت یہ ہے کہ پنجاب کے جن بزرگوں نے یہاں درویشی کی محفلیں سجائی ہیں، ان کی اولاد سلسلۂ فقر کو نظر انداز کر کے ذاتی منصب اور مدارج کے حصول کی خاطر حکمرانوں کی خوشامد میں مصروف ہے۔ یہ لوگ خدمتِ حق کی جگہ خدمتِ سرکار کو اپنا نصب العین قرار دیے بیٹھے ہیں۔ ایسے لوگوں سے خیر کی توقع رکھنا عبث ہے۔

وکلاء تحریک

مایوسی کے اندھیروں میں امید کی کرن (iii)

قرآن آڈیٹوریم نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور میں بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطاب کی تلخیص

[گزشتہ سے پیوستہ]

وکلاء حضرات نے جس صبر وثبات، جہد و مشقت اور ایثار وقربانی کا مظاہرہ کیا ہے، وہ یقیناً قابل تحسین ہے۔ میں اُن سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی جدوجہد کا ہدف عدلیہ کی آزادی سے بڑھ کر اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام کو بنائیں...... تاہم اگر محض عدلیہ ہی آزاد ہو جائے تب بھی اِس سے بہت بڑا خیر برآمد ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ اِسی عدلیہ سے پھر اسلام کے حق میں فیصلے مل سکیں گے۔ اِس سے اور بھی کئی مسائل حل ہو جائیں گے۔ لاپتہ افراد کا پتہ چل سکے گا۔ سرکاری سطح پر جو لوٹ مار ہو رہی ہے، خواہ وہ نجکاری کے حوالے سے ہو یا زمینوں کی الاٹ منٹ کے حوالے سے، خواہ سرکاری املاک کو کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کیا جا رہا ہو، اُس کا سلسلہ رُک سکے گا۔

اب آیئے، اِس بات کا جائزہ لیں کہ دستوری اور تدریجی راستے سے قوانین شریعت کے نفاذ کے لئے طریق کار کیا ہو۔ اِس ضمن میں ہمارے ہاں اب تک جو پیش قدمی ہوئی ہے، وہ الحمدللہ صحیح رُخ پر ہوئی ہے۔ نفاذ اسلام کی بنیاد ہمارے دستور میں موجود ہے۔ بلکہ ہمارے دستور میں پورا اسلام موجود ہے، مگر مسئلہ یہ ہے کہ اسلام سے انحراف کے لئے چور دروازے بھی اِسی دستور میں موجود ہیں۔ اِسی لئے میں اُسے منافقت کا پلندہ قرار دیتا ہوں۔ ضرورت اِس بات کی ہے کہ اِن چور دروازوں کو بند کیا جائے۔

دستور پاکستان کی اسلامی بنیادیں اور چور دروازے

ہمارے دستور کی بنیاد قرارداد مقاصد ہے۔ جس میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا اعلان و اقرار اور انسانی حاکمیت کی نفی کی گئی ہے۔ یہ قرارداد پہلے دستور میں دیباچے کے طور پر شامل تھی۔ ضیاء الحق مرحوم نے اُسے آئین کا باقاعدہ حصہ بنایا۔ چنانچہ اب یہ دفعہ 2 الف بن گئی ہے۔ لیکن چونکہ یہ دفعہ پورے دستور پر حاوی نہیں، اس لئے دستور کی دوسری غیر اسلامی دفعات پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ اِسی دلیل کا سہارا لے کر ہمارے ایک سابق چیف جسٹس نسیم حسن شاہ نے صدر کو آئینی طور پر حاصل اُن کے سزائے موت کی معافی کے حق کا دفاع کیا، حالانکہ یہ چیز سراسر خلاف اسلام ہے۔ قرارداد مقاصد کو مؤثر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اُسے باقی تمام دستور پر حاوی قرار دیا جائے۔

ہمارے ہاں اسلامی نظریاتی کونسل بنائی گئی۔ اس کا کام یہ ہے کہ وہ اس بات کا جائزہ لے کہ ملکی قوانین میں کون کون سی چیزیں خلاف اسلام ہیں، اور پھر اُن کے خاتمے کے لئے حکومت کو سفارشات پیش کرے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے ملکی قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے گراں قدر تحقیقی کام کیا اور رپورٹیں مرتب کر کے حکومت کو پیش کیں، مگر انہیں کسی حکومت نے پارلیمنٹ میں پیش نہیں کیا۔ اب تک سینکڑوں رپورٹیں مرکزی حکومت کی وزارت داخلہ اور وزارت مالیات میں پڑی ہیں...... دراصل آئین میں یہ بات درج ہی نہیں ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل جو سفارشات پیش کرے گی انہیں کتنے عرصے میں اسمبلی میں پیش کیا جائے گا اور کتنی مدت میں پارلیمنٹ اُن کی روشنی میں قانون سازی کرے گی۔

> **نفاذ اسلام کے لئے ضروری ہے کہ قراردادِ مقاصد (دفعہ 2۔الف) کو پورے دستور پر حاوی قرار دیا جائے!**

ضیاء الحق مرحوم نے وفاقی شرعی عدالت بنائی۔ مقصد یہ تھا کہ یہ عدالت جائزہ لے کہ کیا چیز اسلامی ہے کیا نہیں ہے۔ اگر عدالت یہ فیصلہ کر دے کہ پہلے سے موجود قانون کی کوئی دفعہ یا زیر تجویز قانون سازی میں کوئی شق خلاف اسلام ہے، تو وہ وفاقی اور اگر معاملہ صوبائی ہے تو صوبائی حکومتوں کو حکم دے گی کہ آپ اتنے مہینوں میں متبادل قانون سازی کریں، ورنہ اس کے بعد یہ چیز کالعدم ہو جائے گی۔ یہ بہت عمدہ طریقہ تھا جو قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے میں کارگر ہو سکتا تھا، مگر یہاں بھی چور دروازہ نکالا گیا کہ دستور پاکستان، جوڈیشل پروسیجرل لاز، مالیاتی قوانین (دس تک کے لیے) اور حتیٰ کہ عائلی معاملات کو اس کے دائرہ اختیار سے باہر کر دیا گیا۔ نفاذ اسلام کے لئے لازمی ہے کہ شرعی عدالت پر لگائی جانے والی قدغنوں کا خاتمہ کیا جائے۔

1997ء کے انتخابات میں نواز شریف کی سربراہی میں مسلم لیگ کو بھاری مینڈیٹ ملا تھا۔ اُن کی حکومت سے مجھے کچھ امید ہو گئی تھی کہ شاید یہ نفاذ اسلام کے لئے پیش رفت کریں۔ چنانچہ ہم لوگ تنظیم اسلامی کا ایک وفد لے کر وزیر اعظم ہاؤس اسلام آباد میں گئے۔ اور ہم نے انہیں چند دستوری ترامیم کا مسودہ پیش کیا، اور ان سے کہا کہ اگر آئین میں یہ ترامیم کر دی جائیں تو نفاذ اسلام کے سلسلے میں رکاوٹ بننے والے چور دروازوں کو بند کر کے اسلامی قانون کے نفاذ کا کام درجہ بدرجہ آگے بڑھ سکے گا۔ ان مجوزہ ترامیم کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ قراردادِ مقاصد (دفعہ 2۔الف) کو پورے دستور پر حاوی قرار دیا جائے!

2۔ دفعہ 227 کو دفعہ 2۔ب کی حیثیت سے قراردادِ

مقاصد سے متعلق کر دیا جائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کو ختم کر دیا جائے!

3۔ البتہ فیڈرل شریعت کورٹ کو زیادہ مستحکم کیا جائے اور اس کے لیے: (i) اس کے دائرہ کار پر عائد جملہ تحدیدات کو ختم کر دیا جائے! (ii) اس کے کئی جج تشکیل دیے جائیں اور اس مقصد کے لیے موجودہ اسلامی نظریاتی کونسل میں شامل جید علماء کرام کی خدمات حاصل کی جائیں! (iii) اس کے جج صاحبان کی شرائط ملازمت اور مراعات ہائی کورٹ کے ججوں کے مساوی کی جائیں! تا کہ اسلامی نظام کے قیام اور شریعت کے نفاذ کا عمل ہموار اور تدریجی طور پر آگے بڑھ سکے۔

نفاذ اسلام کے لئے چند بنیادی اقدامات

نفاذ اسلام کے لئے کرنے کا پہلا کام یہ ہے کہ آئین پاکستان میں متذکرہ ترامیم کی جائیں۔ ساٹھ سال کی کوتاہیوں کے باوجود بھی اگر آج بھی ہمارے حکمران نفاذ اسلام کے لئے آئینی اور تدریجی راستہ اپنالیں، تو اس سے مسلمانوں کی دلی آرزو پوری ہوگی اور انہیں سکون ملے گا۔ لیکن اگر یہ کام نہیں ہوگا، تو نفاذ اسلام کا جذبہ پُر تشدد تحریک کا روپ دھار سکتا ہے، جیسا کہ سوات میں ہوا ہے۔ ملک کے اندر علماء کا جو نظام تعلیم ہے، اُس سے گزر کر نوجوانوں کے اندر جو دینی جوش اور حمیت پیدا ہو رہی ہے، اُسے آپ کب تک دبائیں گے۔ ملک میں صرف دیوبندی مکتب فکر کے مرد و خواتین کے چوبیس ہزار مدرسے تعلیم دے رہے ہیں۔ دوسرے مکاتب فکر کے مدارس اس کے علاوہ ہیں۔ اگر آپ نفاذ اسلام کے لئے آئینی اور تدریجی طریقہ نہیں اپنائیں گے تو یہ چیز زبردست polorization کا سبب بن سکتی ہے۔

نفاذ اسلام کے لئے کرنے کا دوسرا کام یہ ہے کہ معاشی عدل و انصاف کی فراہمی کے لئے غیر حاضر زمینداری اور جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ کیا جائے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمھم اللہ کے اس فتویٰ کے مطابق کہ مزارعت حرام ہے، جاگیرداروں سے زمینیں واپس لیں، اور انہیں اُن لوگوں کے حوالے کر دیں جو انہیں کاشت کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث ہے جو مولانا محمد طاسین صاحب نے اپنی کتاب ''مروجہ نظام زمینداری اور اسلام'' میں دس حوالوں سے بیان کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہے، وہ اُسے خود کاشت کرے، ورنہ احسان کے طور پر اپنے بھائی کو دے دے جو اُسے کاشت کرے۔

سود کی حیثیت ام الخبائث کی ہے۔ اِس سے انسان میں مختلف قسم کے اخلاقی روگ جنم لیتے ہیں۔ شقاوت قلبی پیدا ہوتی ہے۔ سود کے خاتمہ کے لئے بینکنگ کے موجودہ نظام کو تلپٹ کرنا ہوگا

دوسری صورت جو زیادہ قابل عمل ہے یہ ہے کہ پاکستان کی تمام زمینوں کو خراجی قرار دیا جائے۔ حضرت عمر فاروقؓ کا یہ اجتہاد تھا کہ کسی ملک کی زمینیں جو کسی بھی وقت بزور شمشیر فتح ہوئی ہوں، وہ کسی فرد کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتیں، بلکہ مسلمانوں کی اجتماعی ملکیت (یعنی بیت المال کی ملکیت) ہوتی ہیں۔ آپؓ کے دور میں عراق، ایران اور شام فتح ہوئے۔ آپؓ سے کہا گیا کہ یہ زمینیں مال غنیمت کے طور پر صحابہؓ میں تقسیم کر دیں۔ مگر آپؓ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور فیصلہ فرمایا کہ یہ زمینیں خراجی ہیں۔ یہ زمینیں انہی لوگوں کے پاس ہوں گی جو انہیں کاشت کریں گے، البتہ ہم اُن سے خراج لیں گے۔ ذرا سوچئے، اگر آپؓ اِن زمینوں کو مال غنیمت کے طور پر تقسیم کر دیتے تو کیا ہوتا۔ ظاہر ہے اس سے بہت بڑا جاگیردارانہ نظام وجود میں آجاتا۔ اگر ہمارے ہاں بھی اِس اصول کو مان لیا جائے یعنی حضرت عمرؓ کے اجتہاد کے مطابق پاکستان کی زمینوں کو خراجی قرار دے دیا جائے تو اس سے ہمیں جاگیرداری کے استحصالی نظام سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔ اِس لئے کہ یہ ملک بزور شمشیر فتح ہوا تھا، حضرت عمر فاروقؓ کے اجتہاد کے مطابق اِس کی تمام زمینیں بیت المال کی ملکیت ہیں۔ ایک انچ زمین بھی کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے...... ہمارے ہاں بڑے بڑے دانشور اور کالم نویس اِس بات کا رونا تو روتے ہیں کہ ہمارے ہاں جمہوریت چلنے نہیں دی گئی، مگر اِس بات کی طرف اُن کا دھیان نہیں جاتا کہ جاگیردارانہ استحصالی نظام کی موجودگی میں جمہوریت آ ہی نہیں سکتی۔ ظاہر ہے کہ ملک کی 70 فیصد آبادی دیہاتوں میں رہائش پذیر ہے، جہاں جاگیرداروں کا تسلط ہے۔ وہاں مزارع اور کسان اپنی مرضی سے جاگیرداروں

پریس ریلیز

پنجاب، سندھ اور سرحد میں دفعہ 144 کا نفاذ انتہائی شرمناک اور قابل مذمت ہے

جوں جوں ملک نظریہ پاکستان سے دور ہوتا جائے گا ہم انتشار و افتراق کی طرف بڑھتے چلے جائیں گے

حافظ عاکف سعید

شب و روز جمہوریت کی قوالی کرنے والی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کا پنجاب سندھ اور سرحد میں دفعہ 144 نافذ کرنا انتہائی شرمناک اور قابل مذمت ہے۔ یہ بات حافظ عاکف سعید نے اپنے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ عوام اس وقت ایک عجیب مخمصہ میں مبتلا ہیں اسے تو یہ بھی معلوم نہیں ہو رہا کہ پارلیمانی نظام حکومت میں تمام احکامات ایوان صدر سے کیوں جاری ہو رہے ہیں۔ وزیر اعظم لانگ مارچ کی اجازت دے رہے ہیں اور گورنر راج پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر رہے ہیں جبکہ رحمٰن ملک لانگ مارچ والوں کو دھمکا رہے ہیں اور پولیس کو سیاسی کارکنوں کی گرفتاریوں کے لیے چھاپے مارنے کا حکم دے رہے ہیں۔ انہوں نے یاد دلایا کہ جوں جوں ملک نظریہ پاکستان سے دور ہوتا جائے گا ہم انتشار و افتراق کی طرف بڑھتے چلے جائیں گے۔ ہمارے مسائل کا صرف اور صرف حل یہ ہے کہ ہم ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام رائج کریں۔ بصورت دیگر ہمارا انجام نوشتہ دیوار ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

کے خلاف کیسے ووٹ دے سکتا ہے۔ یاد رکھئے، جب تک غیر حاضر زمینداری کا خاتمہ نہیں ہوگا، جاگیردارانہ نظام کی جڑیں نہیں کٹیں گی، نظام عدل اجتماعی وجود میں نہ آ سکے گا۔ عدلیہ کے اوپر جو نظام عدل ہے، جس کی عدلیہ بھی پابند ہوتی ہے اگر وہ درست نہیں ہوگا تو عدلیہ کیا کرے گی۔ عدلیہ تو رائج نظام کے تحت ہی فیصلے دے گی۔ لہٰذا اس ظالمانہ نظام کا درست کیا جانا ضروری ہے۔

نفاذ اسلام کے لئے تیسرا کام یہ ہے کہ ملک سے سودی معیشت کا خاتمہ کیا جائے۔ صدر جنرل ضیاء الحق نے وفاقی شرعی عدالت بنائی، یہ بہت اچھا کام تھا، مگر اُس کے دائرہ اختیار پر چند قدغنیں لگا دی تھیں۔ اُن میں سے ایک یہ تھی کہ وہ دس سال تک مالی معاملات پر فیصلہ نہیں دے سکتی۔ جب دس سال گزر گئے تو 14 نومبر 1991ء کو وفاقی شرعی عدالت نے جسٹس تنزیل الرحمٰن کی سربراہی میں طویل سماعت کے بعد Bank Interest کو 'رِبا' قرار دیا اور حکومت کو چھ ماہ کی مہلت دی، تاکہ وہ ملکی معیشت کو سود سے پاک کر دے۔ عدالت میں سماعت کے دوران ملک کے ممتاز ماہرینِ معیشت، وکلاء اور علماء پیش ہوئے۔ نواز شریف حکومت نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی اور اگلے آٹھ سال تک اس اپیل کی سماعت بھی نہ ہو سکی، لہٰذا معاملہ تعطل کا شکار رہا۔ 23 فروری 1997ء کو نواز شریف حکومت نے ملک سے سود کے خاتمے کے لیے راجہ ظفر الحق کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی جس نے خاصا کام کیا۔ تاہم عملی اقدامات کی طرف پیش رفت نہ ہو سکی۔

سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ نے وفاقی عدالت کے 1991ء کے فیصلے کے خلاف دائر کردہ حکومتی اپیل کی سماعت کی اور 23 دسمبر 1999ء کو حکومت کی اپیل کو مسترد کرتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی توثیق کی اور حکومت کو خاتمہ سود کے لیے 30 جون 2001ء تک کی مہلت دی۔ حکومت نے رازداری سے اس فیصلے کے خلاف ایک سرکاری بینک UBL کے ذریعے نظرثانی کی اپیل دائر کر دی۔

جون 2001ء میں حکومت نے UBL کے ذریعے سپریم کورٹ سے سودی معیشت کے خاتمہ کے لیے مزید مہلت طلب کی اور سپریم کورٹ نے حکومت کو مزید ایک سال کی مہلت دے دی۔

24 جون 2002ء کا دن اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن تھا۔ اس روز پاکستان کی سپریم کورٹ نے سود کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت کے 14 نومبر 1991ء کے فیصلے کو نہ صرف کالعدم قرار دیا بلکہ انسدادِ سود کے حوالے سے تیس برس کی محنتوں کو بالکل صفر کر دیا۔ اب ایک مرتبہ پھر یہ معاملہ وفاقی شرعی عدالت میں ہے۔

جاگیرداری نظام کے خاتمہ کی زیادہ قابل عمل صورت یہ ہے کہ پاکستان کی تمام زمینوں کو خراجی قرار دے کر انہیں بیت المال کی ملکیت بنا دیا جائے

سود کے خاتمے کے لیے خلوص نیت اور عزم مصمم کی ضرورت ہے۔ داخلی سطح پر جو سود ہے اُس کو تو ایک دن میں ختم کیا جا سکتا ہے۔ ہاں جہاں تک بین الاقوامی قرضوں پر سود کا تعلق ہے، اس سلسلے میں جن سے قرضہ لیا گیا ہے اُن سے اس کے مبادلہ کی بات کرنا ہوگی، تاکہ وہ اس کو مالکانہ حصص (Equity) میں بدل لیں۔ Debt Equity کا نظام رائج کرنے میں کچھ وقت لگ سکتا ہے۔ جنوبی امریکہ کے بہت سے ممالک کا Debt معاف کیا گیا۔ اس کو equity میں بدل دیا گیا۔

سودی معیشت کا خاتمہ بہت ضروری ہے۔ سود اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ معاشی میدان میں سود کی حیثیت ام الخبائث کی ہے۔ اس سے انسان میں مختلف قسم کے اخلاقی روگ جنم لیتے ہیں۔ شقاوت قلبی پیدا ہوتی ہے۔ سود کے خاتمے کے لئے بینکنگ کے موجودہ نظام کو لپیٹ کرنا ہوگا، اور جب تک سود کا خاتمہ اور بینکنگ کے نظام میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں نہیں کی جائیں گی معاشی میدان میں عادلانہ نظام وجود میں نہیں آ سکے گا۔

نفاذ اسلام کے سلسلے میں چوتھا اہم کام یہ ہے کہ خواتین کو وہ حقوق دیے جائیں، جو اسلام نے انہیں عطا کیے ہیں اور خواتین کے ساتھ ہونے والی ان زیادتیوں اور مظالم کا ازالہ کیا جائے جو غیر اسلامی معاشرت کا نتیجہ ہیں۔ ہمارے ہاں دیہی معاشرت میں جاگیردارانہ پس منظر کی وجہ سے عورتوں پر بہت ظلم ہوتا ہے۔ سماجی سطح پر انصاف کا تقاضا ہے اس کا ازالہ کیا جائے اور عورتوں کے حقوق غصب کرنے والوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ کتاب و سنت کی روشنی میں ملک میں ایسے قوانین بنائے جائیں، جو خواتین کو تحفظ فراہم کریں، اور اُن کے حقوق دلا سکیں۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہماری گزشتہ حکومت نے تحفظ حقوق نسواں کے نام سے حدود آرڈیننس میں ایسی ترامیم تو کر ڈالیں جنہیں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے غیر اسلامی قرار دیا تھا، مگر وہ صحیح معنوں میں حقوق نسواں کے تحفظ سے متعلق وہ بل اسمبلی میں پیش نہ کر سکی، جسے پاس کرانے کا اُس نے چرچا کیا تھا۔ اس مجوزہ بل میں ونی اور عورت کی قرآن سے شادی جیسی رسومات کے خاتمے اور عورتوں کو وراثت میں حصہ دینے کی سفارشات شامل کی گئی تھیں۔

میں آخر میں اللہ کے حضور یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ وکلاء تحریک کو صبر و استقامت عطا فرمائے۔ وکلاء نے دھرنے کا جو پروگرام بنایا ہے، یہ بہت risky ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے صدر صاحب کو عقل دے کہ وہ عدلیہ کی بحالی کے مطالبے کو تسلیم کر لیں اور دھرنے کی نوبت ہی نہ آئے۔ ورنہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس کے نتیجے میں کوئی دنگا فساد ہو جائے، کوئی توڑ پھوڑ، فائرنگ اور خون ریزی ہو جائے، اور پھر اس کا سلسلہ پورے ملک میں دراز ہو جائے۔ خدانخواستہ ایسا ہو گیا تو یہ ملک کے لئے سخت نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ اس سے ہمارے مشرق اور مغرب میں بیٹھے دشمنوں کو پاکستان میں مداخلت کا موقع مل جائے گا۔ قیام امن کے بہانے مشرق سے انڈیا آ سکتا ہے، جس نے ایک دن کے لئے بھی دل سے پاکستان کے وجود کو گوارا نہیں کیا۔ اور مغرب سے نیٹو فورسز اور امریکہ آ سکتے ہیں اور ہمارے ایٹمی پروگرام پر قبضہ کر سکتے ہیں یا اُسے غیر موثر بنا سکتے ہیں۔ پاکستان میں خانہ جنگی ہمارے دشمنوں کی دلی تمنا ہے۔ ہمیں دشمن سے متنبہ رہنا ہوگا۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ وکلاء تحریک کو کامیابی عطا فرمائے، عدلیہ بحال ہو اور ملک کسی بھی قسم کے شر و فساد سے محفوظ رہے۔ (آمین)

(مرتب: محبوب الحق عاجز)

تنظیم اسلامی نارتھ کراچی کے نام کی تبدیلی

مرکز گڑھی شاہو میں نئے حلقہ کراچی شمالی کے قائم ہونے کے بعد مقامی تنظیم اور حلقہ کے نام میں التباس پیش آ رہا تھا۔ چنانچہ نام کی تبدیلی عمل میں لائی گئی، اور تنظیم اسلامی نارتھ کراچی کا نام تبدیل کر کے تنظیم اسلامی نیو کراچی رکھ دیا گیا ہے۔

اسرائیل کیسے قائم ہوا؟

انجینئر نوید احمد

پچھلے دنوں برطانیہ میں متعین پاکستان کے سفیر واجد شمس الحسن نے کہا کہ پاکستان کو چاہیے کہ وہ اسرائیل کو تسلیم کرلے۔ ایسا مشورہ دینے سے پہلے ضروری ہے کہ مغرب سے مرعوب اس طرح کے رہنما، اسرائیل کے قیام کے پس منظر اور اس حوالے سے مصورِ پاکستان علامہ اقبال اور بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم کے موقف کو پیشِ نظر رکھیں۔

اسرائیل کا قیام 14 مئی 1948ء کو عمل میں آیا۔ 25 اکتوبر 1947ء کو جب کہ ابھی قیامِ اسرائیل کے منصوبہ کو پیش کیا جا رہا تھا، بانیٔ پاکستان قائد اعظم نے رائٹر نیوز ایجنسی کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا:

"فلسطین کے بارے میں ہمارے موقف کی وضاحت اقوام متحدہ میں پاکستانی وفد کے سربراہ چودھری ظفر اللہ خان نے کردی ہے۔ مجھے اب بھی یہ امید ہے کہ تقسیم (فلسطین) کا منصوبہ مسترد کردیا جائے گا ورنہ ایک خوفناک چپقلش کا شروع ہونا ناگزیر اور لازمی امر ہے۔ یہ چپقلش صرف عربوں اور منصوبہ تقسیم نافذ کرنے والوں کے درمیان نہ ہوگی بلکہ پوری اسلامی دنیا اس فیصلہ کے خلاف عملی بغاوت کرے گی، کیونکہ ایسے فیصلے (اسرائیل کے قیام) کی حمایت نہ تاریخی اعتبار سے کی جاسکتی ہے اور نہ ہی سیاسی اور اخلاقی طور پر۔ ایسے حالات میں پاکستان کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا کہ عربوں کی مکمل اور غیر مشروط حمایت کرے اور خواہ مخواہ کے اشتعال اور دست درازیوں کو روکنے کے لئے جو کچھ اس کے بس میں ہے پورے جوش و خروش اور طاقت سے بروئے کار لائے۔"

قائد اعظم کے الفاظ کی شدت کی وجہ سمجھنے کے لئے ہمیں اسرائیل کے قیام کے پسِ منظر کو سمجھنا ہوگا۔ اسرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے اور یہ دراصل حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا۔ اس کے معنی ہیں اللہ کا بندہ۔ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹوں سے جو نسل جاری ہوئی اسے قرآنِ حکیم میں بنو اسرائیل یا یہود کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہود کا اولین مسکن ارضِ فلسطین تھا۔ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے حضرت یوسفؑ کو جب مصر میں ایک مقتدر منصب حاصل ہوگیا تو یہود فلسطین سے ہجرت کر کے مصر منتقل ہوگئے۔

تقریباً چار سو سال بعد حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں یہود مصر سے ہجرت کر کے صحرائے سینا میں آگئے۔ صحرائے سینا میں ان پر اللہ تعالیٰ نے من و سلویٰ، بادلوں کے مسلسل سائے اور ایک چٹان سے پانی کے بارہ چشمے جاری کر کے مادی انعامات کیے اور تورات کی صورت میں ہدایت یعنی روحانی نعمت بھی عطا فرمائی۔ اس وقت ارضِ فلسطین پر ایک مشرک قوم عمالقہ قابض تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے یہود کو جہاد کا حکم دیا، تا کہ ارضِ فلسطین کو عمالقہ سے آزاد کرایا جائے اور وہاں تورات کی تعلیمات پر مبنی عادلانہ نظام قائم کیا جائے۔ یہود نے جہاد سے انکار کردیا اور سزا کے طور پر انہیں چالیس سال تک صحرا میں بھٹکنے کی سزا دی گئی۔

بعد ازاں حضرت یوشع بن نونؑ کی قیادت میں یہود کی صحرا میں پل کر جوان ہونے والی نسل نے جہاد کیا اور فلسطین پر قبضہ کرلیا۔ یہ قبضہ عارضی ثابت ہوا اور مشرکین نے کچھ عرصہ بعد یہود کو فلسطین سے نکال باہر کیا۔ اب یہود نے حضرت طالوت کی قیادت میں منظم ہو کر دوبارہ مشرکین سے جہاد کیا اور 1020 ق م میں پہلی بار فلسطین پر یہود کی مضبوط حکومت قائم ہوگئی۔ حضرت طالوت کے بعد حضرت داؤدؑ اور پھر حضرت سلیمانؑ منصب خلافت پر مامور ہوئے۔ حضرت سلیمانؑ نے بیت المقدس میں ہیکلِ سلیمانی تعمیر فرمایا جسے یہود کا قبلہ قرار دے دیا گیا۔ اس سے قبل تمام انبیاء کا قبلہ خانہ کعبہ تھا۔

حضرت سلیمانؑ کے بعد یہود میں اختلافات پیدا ہو گئے اور فلسطینی ریاست دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی۔ شمالی ریاست کا نام اسرائیل تھا اور جنوبی ریاست کا نام یہودا۔ اسرائیل پر 721 قبلِ مسیح میں ایک مشرک قوم آشوریوں نے قبضہ کرلیا اور یہودا کو 587 ق م میں بابل کے فرماں رواں بخت نصر نے تباہ کردیا۔ بخت نصر نے حضرت سلیمانؑ کی قائم کردہ مسجد ہیکلِ سلیمانی کو شہید کردیا، یہود کی ایک بڑی تعداد کو قتل کردیا اور بقیہ کو بابل میں لے جا کر قید کردیا۔ تقریباً 150 برس بعد ایران کے بادشاہ کیخسرو نے جنہیں قرآن ذوالقرنین کہتا ہے، یہود کو بابل سے آزاد کرایا۔ یہود دوبارہ ارضِ فلسطین میں آئے اور حضرت عزیرؑ کی قیادت میں دوبارہ منظم ہوئے۔ ہیکل سلیمانی دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ اس کے بعد یہود یونانیوں کے ساتھ مسلسل برسرپیکار رہے، تا آنکہ 175 قبلِ مسیح میں یہود کو فیصلہ کن کامیابی حاصل ہوئی اور انہوں نے ایک عظیم سلطنت قائم کی جو تاریخ میں 'مکابی سلطنت' کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی آمد پر یہود کی اکثریت نے ان کی نبوت کو تسلیم نہ کیا اور ان کے پیش کردہ معجزات کو جادو قرار دیا۔ جادو کرنا چونکہ شریعت میں کفر ہے، لہٰذا حضرت عیسیٰؑ کو مرتد قرار دے کر قتلِ مرتد کی سزا کے طور پر سولی دینے کی کوشش کی۔ یہود کو اُن کے اس جرم کی سزا یہ ملی کہ 70ء میں رومیوں نے ارضِ فلسطین پر قبضہ کرلیا، ہیکلِ سلیمانی کو دوسری بار شہید کردیا، یہود کی ایک بڑی تعداد کو قتل کیا اور بقیہ کو ارضِ فلسطین سے جلا وطن کردیا۔ رومی ریاست نے بعد ازاں بحیثیتِ مجموعی عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔

610ء میں نبی کریم ﷺ پر ظہور نبوت ہوا اور 10 سال بعد یعنی 620ء میں آپ ﷺ نے سفرِ معراج کے دوران مسجد حرام سے بیت المقدس تک سفر کیا۔ معراج کے معنی ہیں عروج حاصل کرنا۔ آپ ﷺ کے لئے اصل معراج تو تھا آسمانوں کی طرف جانا اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرنا، لیکن اِس سے قبل آپ ﷺ کو مسجد حرام سے بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا۔ مسلم شریف کی ایک روایت کے مطابق وہاں آپؐ نے تمام

> **اسرائیل کے غاصبانہ قیام کو کوئی بھی باضمیر انسان نہ جائز قرار دے گا اور نہ ہی تسلیم کرے گا۔ یہاں تک کہ یہود کے خالصتاً مذہبی عناصر بھی اسرائیل کے اس طرح سے قیام کو جائز نہیں سمجھتے۔ اسرائیل کو تسلیم کرنا ظلم اور دھاندلی کو سندِ جواز عطا کرنا ہے**

انبیاء کی ارواح سے ملاقات کی اور دو رکعات نماز میں اُن کی امامت کی۔ اِس سارے عمل کی حکمت یہ حقیقت واضح کرنا تھی کہ مسجدِ حرام کے ساتھ ساتھ اب بیت المقدس کے متولی بھی نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اُمتی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے وصال کے پانچ سال بعد 637ء میں مسلمانوں نے بیت المقدس فتح کرلیا۔ یہ حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت تھا۔ عیسائیوں نے پُرامن طور پر ایک معاہدے کے ذریعہ بیت المقدس مسلمانوں کے حوالے کیا۔ معاہدہ کرتے وقت عیسائیوں نے مطالبہ کیا کہ یہودیوں کو اِس شہر میں داخلے کی اجازت نہ دی جائے۔ حضرت عمرؓ نے یہ مطالبہ تسلیم کرنے سے انکار کردیا کہ ہمارا دین اِس کی اجازت نہیں دیتا۔ البتہ معاہدے میں یہ طے ہوا کہ یہودی اِس علاقہ میں آباد نہ ہوسکیں گے یعنی یہاں کوئی رہائشی، صنعتی یا زرعی اراضی یا عمارت نہیں خرید سکیں گے۔ مسلمانوں کے تمام ادوارِ حکومت میں یہودیوں نے اِس پابندی کو ختم کرانے کی کوشش کی اور بعض مواقع پر بھاری مالی امداد کی بھی پیشکش کی لیکن کوئی مسلمان حکمران اِس پر تیار نہ ہوا۔ آخری عثمانی خلیفہ سلطان عبدالحمید خان کو یہود نے اس شرط پر بڑے مالی تعاون کی پیشکش کی کہ وہ یہود کو بیت المقدس میں آباد ہونے کی اجازت دے دیں۔ سلطان عبدالحمید نے اس پیشکش کو مسترد کردیا۔

پہلی جنگِ عظیم کے بعد جب بیت المقدس پر برطانیہ کا قبضہ ہوا تو 1917ء میں اعلانِ بالفور کے ذریعہ یہود نے بیت المقدس میں آباد ہونے کی اجازت حاصل کرلی ۔ یہود نے فلسطینیوں سے منہ مانگے داموں جائیدادیں خریدیں اور جنہوں نے اپنی جائیدادیں فروخت کرنے سے انکار کیا انہیں برطانوی حکومت کے زیرِ سرپرستی زبردستی بے دخل کردیا گیا۔ دستاویزات کے ذریعہ ثابت کیا گیا کہ فلاں جائیداد دو ہزار سال قبل ہمارے فلاں بزرگ کے نام تھی جس پر آج کوئی فلسطینی قابض ہے۔ برطانوی حکومت نے اس طرح کے دعوے قبول کیے اور یوں یہود فلسطین میں آباد ہوتے چلے گئے۔ یہ دھاندلی مسلسل جاری رہی، یہود کو باہر سے لاکر فلسطین میں آباد کیا جاتا رہا جبکہ انہیں اٹھارہ سو برس قبل یہاں سے نکال دیا گیا تھا اور بالآخر برطانیہ اور امریکہ کی ملی بھگت سے 1948ء میں ایک یہودی ریاست اسرائیل کے نام سے قائم کردی گئی۔ یہودیوں کو جب برطانیہ کے زیرِ سرپرستی فلسطین میں ناجائز طور پر آباد کیا جارہا تھا تو اس پر اقبال نے کہا تھا :

ہے خاکِ فلسطین پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا؟

اسرائیل کے اس طرح قیام کو کوئی بھی باضمیر انسان نہ جائز قرار دے گا اور نہ ہی تسلیم کرے گا۔ یہاں تک کہ یہود کے خالصتاً مذہبی عناصر بھی اسرائیل کے اس طرح سے قیام کو جائز نہیں سمجھتے۔ معروف یہودی اسکالر ڈاکٹر المر برجر نے اپنے مقالے ”کیا اسرائیل بائبل کی پیشینگوئیوں کی تکمیل ہے“ میں لکھا ہے:

”یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے، کوئی پکا مذہبی یہودی یہ نہیں مانتا کہ موجودہ اسرائیلی ریاست اس طریقہ عمل سے وجود میں آئی ہے جو بائبل کے احکامات سے ذرہ بھر بھی مطابقت رکھتا ہو۔“

بلاشبہ حق، عدل اور انصاف کا کوئی اصول اسرائیل کے قیام کی پشت پر نہیں ہے۔ پھر بھی اگر ہم اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کرتے ہیں تو گویا یہ ایک ظلم اور دھاندلی کو سند عطا کرنے کا عمل ہے۔ ابن الوقتی کا تقاضا ہے کہ وقت کی سپر پاور امریکہ کے دباؤ میں آکر اسرائیل کو تسلیم کرلیا جائے لیکن اصول پرستی کا تقاضا ہے کہ استحصال اور جبر کے سامنے ہرگز نہ گردن جھکائی جائے۔ فیصلہ تیرا تیرے ہاتھ میں ہے!

✿✿✿✿✿

یہ وقت توبہ، اصلاح اور جڑنے کا ہے!!

(حفیظ اللہ بٹ)

میرے مسلمان بھائیو! قرآن حکیم کی اِس آیت پر غور کیجیے

”اور نہ ہو جانا ان کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے اور اختلاف کیا، اس کے بعد بھی کہ آ چکے ان کے پاس واضح احکام، اور ان ہی کے لیے (قیامت کے دن) عذاب عظیم ہوگا۔“

(آل عمران:105)

آج ہم مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ یہ تقسیم نہ صرف انفرادی اور گروہی اختلافات اور تفریق کا باعث بن رہی ہے بلکہ آپس کی ضد اور ہٹ دھرمی کی صورت میں 72 فرقوں اور ظہور و غلبہ اسلام سے پہلے خانہ کعبہ میں 360 بتوں کی یاد بھی تازہ کررہی ہے۔ یہ تقسیم امت کی دعوت کو پارہ پارہ کرکے اُسے بزدلی اور کمزوری کے غار میں دھکیل چکی ہے۔ چنانچہ اُس کے قومی واجتماعی اور بین الاقوامی مسائل بظاہر لاینحل ہو چکے ہیں۔ یہی تقسیم مسلمانوں کی ذلت ومحتاجی اور رب تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب کا سبب بھی ہے۔ ایسے میں ہر دردمند مسلمان کا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔

تو آیئے، اپنے رب کریم سے التجا کریں کہ ہمیں توبہ اور اصلاح، فرقہ وارانہ مناقشت سے نجات کی توفیق دے۔ اللہ کرے کہ ہم رب عظیم کے فرمان اور نبی کریم ﷺ کے لائے ہوئے زندہ معجزہ (یعنی قرآن) کے اِن دو احکام پر غور اور عمل کریں اور بحیثیت امت مسلمہ اپنے مشن اور ہدف کو پورا کرنے کے لیے متحد ہو جائیں، تاکہ ایک زندہ امت بن سکیں۔ آمین

”سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور فرقوں میں نہ بٹو“۔ (آل عمران:103)

”اے اہل کتاب آؤ ایک ایسے کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے“۔

(آل عمران:64)

اگر ہم کتاب زندہ پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور خوشنودی حاصل ہوگی، مسلمانوں پر پڑنے والے مختلف شکل کے عذابی کوڑوں سے نجات حاصل ہوگی، رب کی دھرتی پر رب کے نظام (فتنہ فساد کو مٹا کر قیام امن) کی راہ ہموار ہوسکے گی اور ہمیں دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل ہوگی اور رب کریم ہم سے راضی ہوں گے۔ ورنہ یاد رکھیے، قرآن عزیز کا فیصلہ ہے:

”یقیناً اللہ کسی قوم کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے طرزِ عمل کو نہ بدلیں“

(الرعد:11)

ہم سچے اُمتی کیونکر بن سکتے ہیں؟

محمد نذیر یٰسین

الحمد للہ، ہم سب مسلمان ہیں اور اللہ کے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ کی اُمت میں سے ہیں۔ یقیناً یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے کہ اُس نے ہمیں مسلمان گھرانے میں پیدا فرمایا ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نہ صرف خاتم الانبیاء ہیں بلکہ تمام انبیاء ورُسل سے افضل بھی ہیں اور آپ ﷺ کی اُمت بھی تمام اُمتوں سے افضل ہے۔ کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ ﷺ کی اُمت میں سے ہونا ہمارے لئے باعث شرف وفضیلت کیوں ہے؟

ہم جانتے ہیں کہ جب کسی کو بلند مرتبہ یا منصب حاصل ہوتا ہے تو اُس پر عائد ہونے والی ذمہ داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں، بلکہ در حقیقت کسی شخص کو بلند مرتبہ ومقام اُس کی بڑی ذمہ داریوں کی وجہ سے ہی ملا کرتا ہے۔ ہم مسلمانوں کو جو بلند مرتبہ حاصل ہے، وہ اُن ذمہ داریوں کی وجہ سے ہی ہے جو آپ ﷺ کے اُمتی ہونے کے ناطے ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ قرآن حکیم (سورۃ الاعراف آیت 157) میں ہماری یہ ذمہ داریاں اور نبی کریم ﷺ سے ہمارے تعلق کی درج ذیل چار بنیادیں بیان کی گئی ہیں:

(1) آپ ﷺ پر ایمان لانا

(2) آپ ﷺ کی عزت وتکریم کرنا

(3) آپ ﷺ کی مدد ونصرت کرنا

(4) آپ ﷺ پر نازل ہونے نور یعنی قرآن حکیم کی پیروی کرنا۔

الحمد للہ کہ اکثر مسلمان ان میں سے پہلی دو ذمہ داریاں تو بہت حد تک ادا کر رہے ہیں تاہم تیسری اور چوتھی ذمہ داری کے متعلق بالکل غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ تیسری کے متعلق تو ہم میں سے اکثر کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ ذمہ داری ہے کیا؟ آپ ﷺ کی مدد ونصرت سے مراد ہے آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین حق کی ترویج واشاعت ہے یعنی اسے لوگوں تک پہنچانا۔ اس فریضہ کو جہاد فی سبیل اللہ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ یہ جہاد مال کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور جان کے ساتھ بھی۔ پس معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی مدد ونصرت سے مراد آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو پوری دنیا تک پہنچانے اور اسے عملاً قائم و غالب کرنے کی اُسی طرح جدو جہد کرنا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے کی تھی۔

چونکہ آپ ﷺ کی نبوت ورسالت تا قیام قیامت اور پوری دنیا کے لئے ہے لہٰذا پوری دنیا تک اللہ کے دین کا پیغام پہنچانا، اس پر عمل کر کے دکھانا اور اسے قائم وغالب کرنا اب آپ ﷺ کی اُمت کی ذمہ داری ہے۔ خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے یہ ذمہ داری اپنے جانثار صحابہ کرامؓ کے سپرد کر دی تھی، جنھوں نے اسے ادا کرنے کے لئے اپنا جان ومال سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ آج اللہ کا دین صحیح وسالم حالت میں ہم تک پہنچا ہے تو یہ صحابہ کرامؓ اور اُن کے بعد آنے والوں کی جدو جہد و قربانیوں کا ہی ثمر ہے۔

کیا آج ہم اپنی یہ ذمہ داری ادا کر رہے ہیں؟ یقیناً نہیں۔ اگر ہم ایسا کر رہے ہوتے تو پوری دنیا میں ذلیل ورُسوا نہ ہوتے بلکہ اپنے اسلاف کی مانند غالب وسربلند بھی ہوتے۔

پس سچا اُمتی بننے کے لئے ہمیں نہ صرف آپ ﷺ کے اُسوہ حسنہ کی مکمل پیروی کرنا ہوگی بلکہ پوری دنیا تک آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کا پیغام پہنچانے کے لئے بھی کمر بستہ ہونا ہوگا۔

اُسوہ نبی ﷺ پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ نے پہلے اپنی سرزمین عرب میں ایک اسلامی انقلاب کے لئے جدو جہد کی، اسے عملی طور پر برپا کر کے دکھایا اور اس انقلاب کو ایک مضبوط ومستحکم حالت میں اپنے صحابہ کرامؓ کے سپرد کیا، جنھوں نے نور اسلام کو چاردانگ عالم میں پھیلا کر اسلام کا بول بالا کر دیا۔ آپ تشریف لائے تو دنیا میں کفر وشرک اور ظلم وناانصافی کا دور دورہ تھا۔ آج دنیا پھر اُسی مقام پر کھڑی ہے۔ دنیا میں اسی طرح ظلم، تاریکی اور جہالت کا دور دورہ ہے۔ آپ ﷺ کی اُمت جسے از روئے قرآن لوگوں کی بھلائی، اُنھیں نیکی کا حکم کرنے اور برائیوں سے روکنے کے لئے مبعوث کیا گیا تھا، آج خود ذلت ومسکنت میں پڑی ہے۔ دنیا میں ایک بھی ملک ایسا نہیں جہاں اللہ کا دین پورے طور پر نافذ ہو اور اسے نظام اسلامی کے ایک رول ماڈل کے طور پر پیش کرتے ہوئے دنیا پر حجت قائم کی جا سکے۔

پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا مگر یہاں آج تک یہاں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ نہیں ہو سکا جس کی وجہ سے ہمارا وطن بے شمار داخلی وخارجی مسائل میں گھر چکا ہے۔ وطن عزیز میں سود، جوا، فحاشی، بے حیائی اور عریانی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ سچائی، ایمان داری، ایفائے عہد اور حسن ظن وحسن خلق ایسی دینی واخلاقی اقدار کا دیوالیہ نکل چکا ہے۔ جاگیردارانہ و سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے امیر اور غریب کے درمیان خلیج بڑھ رہی ہے۔ عام آدمی کے لئے باقی ضروریات زندگی تو کجا فقط دو وقت کی روٹی کمالینا جوئے شیر لانے کے مترادف ہو چکا ہے۔ بیرونی طور پر ہمارے گرد گھیرا تنگ ہو چکا ہے۔ امریکا، بھارت اور اسرائیل کی مثلث ہمارے ملک کا وجود مٹانے کے درپے ہے۔

ان تمام اندرونی مسائل اور خارجی خطرات سے نمٹنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے پیارے نبی ﷺ کے دین کو اپنے ملک میں عملاً قائم ونافذ کر دیں، تا کہ نہ صرف ہمارا رب کریم ہم سے راضی ہو جائے بلکہ خلق خدا بھی سکھ کا سانس لے سکے۔ بفضل تعالیٰ پاکستان دنیا میں اسلام کے عادلانہ ومنصفانہ نظام کا ایک عملی نمونہ بننے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے لیکن اس کے لئے ہمیں تن من دھن کے ساتھ اُسی طرح جدو جہد کرنا ہوگی جیسے صحابہ کرامؓ اور اور اُن کے بعد آنے والے بزرگوں نے کی تھی۔

آیئے، پاکستان کو دنیا کے لئے اسلامی نظام کی ایک کامیاب تجربہ گاہ اور عملی نمونہ بنانے کے لئے ربیع الاول کے اس مبارک مہینے میں تنظیم اسلامی کے ساتھ شامل ہو جایئے، جو اُسی طریقہ کار کے مطابق ایک طویل وصبر آزما جدو جہد کر رہی ہے جس پر چلتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے جزیرۃ العرب میں دنیا کا عظیم ترین انقلاب برپا کیا تھا۔

اب باری امریکہ کی ہے!

محمد سمیع

’’من در چہ خیالیم وفلک در چہ خیال‘‘ یعنی میں کچھ خیال کرتا ہوں جب کہ فلک کچھ اور ہی خیال کرتا ہے۔ گوکہ اس میں صیغہ واحد استعمال ہوا ہے لیکن یہ بات جس طرح ایک فرد پر صادق آتی ہے ٹھیک اسی طرح قوموں کے ساتھ بھی معاملہ ہوتا ہے۔ دور کیوں جایئے! روس کی مثال کچھ زیادہ پرانی نہیں۔ امریکہ کے مقابلے میں اس وقت روس بھی ایک سپر پاور تھا۔ بلکہ بعض معاملات میں وہ امریکہ سے بھی دو چار قدم آگے نظر آتا تھا۔ مثال کے طور پر اس کے خلائی ایڈونچرز کو ہی لے لیں۔ لیکن اس کے ساتھ کیا ہوا؟ اس نے افغانستان پر جارحیت کی۔ مقصد اس کا کچھ بھی رہا ہو، لیکن ایسا کرتے وقت کیا اس کو پتہ نہیں تھا کہ اس کے اس اقدام کے خلاف امریکہ کھڑا ہوجائے گا؟ اور کیا اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ جس ریاست (پاکستان) کے نقشے پر اس کے قائدین نے کبھی سرخ نشان لگایا تھا، امریکہ اسے اس مقصد کے لئے استعمال نہیں کرنے دے گا جبکہ پاکستان اوّل دن ہی سے امریکہ کا اتحادی تھا اور ہے۔ لیکن اسے یہ زعم ہوگیا تھا کہ وہ اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوگا۔ یہ تو تھی اس کی اپنی منصوبہ بندی۔ لیکن اللہ جو ہر لمحے کائنات کا نظم چلا رہا ہے، اس کی مشیت کچھ اور ہی تھی۔ لہٰذا وہ کچھ ہوگیا جس کا روس کو وہم وگمان بھی نہ تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم زمینی حقائق کو تو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں لیکن آسمانی حقائق ہماری نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔

کمانڈو پرویز مشرف نے امریکہ کی ایک ہی ٹیلیفون کال پر ہتھیار ڈال دیا تھا۔ اس کا دعویٰ تو یہ تھا کہ اس نے یہ اقدام ملکی مفاد میں کیا تھا، اگر وہ ایسا نہ کرتا تو پاکستان کو پتھر کے دور میں پہنچا دیا جاتا۔ لیکن اس کے بعد کے تمام اقدامات اس بات کی دلالت کرتے ہیں کہ اس کا دعویٰ درست نہ تھا۔ اس نے یہ سارا کھکھیڑ اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے مول لیا تھا۔ اس کے کرّ وفر کو دیکھ کر کون یہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ جس کرسی اقتدار کے لئے اس نے ملک کے وقار اور اس کی سالمیت کو داؤ پر لگا دیا تھا اور اس کے نتیجے میں اپنے ہم وطنوں کی نظر سے گر گیا تھا، اسے اس کے نیچے سے اس طرح سرک جانا تھا۔ لیکن اللہ کی مشیت ہمیشہ بالاتر رہتی ہے۔ آج پرویز مشرف یوسف بے کارواں بنا پھر رہا ہے۔ لیکن اس حال کو پہنچنے کے باوجود اسے اپنی ذلت آمیز کاروائیوں پر کوئی ندامت نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو اگر وہ اپنے عوام سے معافی نہ بھی مانگتا تو کم از کم اللہ تعالیٰ کے حضور ضرور توبہ کرتا۔ پتہ نہیں اللہ کی مشیت میں اس کے لئے کیا ہے۔ بظاہر تو ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ آج بھی وہ نہ صرف اپنے وطن بلکہ بیرون ملک محافظوں کے حصار میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے۔ حالانکہ انسان اس وقت بھی غیر محفوظ ہوتا ہے جب وہ اپنے آپ کو حفاظتی قلعے میں بند کرلے اگر اللہ کی مشیت میں اس کا غیر محفوظ رہنا لکھ دیا گیا ہو۔

یہی حال اس کے سرپرست بش کا بھی ہوا۔ عوام نے پرویز مشرف کی طرح اسے بھی مسترد کردیا۔ حد تو یہ ہے کہ ان دونوں پر ان کے اپنے ملک کے عوام جوتے برسا رہے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

> ٹوڈ کا موقف ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کا موجودہ عالمی نظام ضرور زوال سے دوچار ہوگا، چین، جاپان، جرمنی اور فرانس جلد امریکہ کی بلیک میلنگ سے علیحدہ ہوجائیں گے اور امریکہ کے خلاف ایک مستقل اتحاد قائم کرلیں گے

آج امریکہ بھی اپنے آپ کو دنیا کا حکمران سمجھتا ہے۔ لیکن مغربی مفکرین اس سپر پاور کے بارے میں یہ کہنے لگے ہیں کہ امریکی شیرازہ بکھرنے والا ہے اور یہ ملک 9 مختلف ریاستوں میں تقسیم ہوجائے گا۔ امریکہ بھی روس کی طرح مختلف ممالک کی سرزمین بن جائے گا۔ امریکہ کی ممتاز قدامت پسند فلاسفر اور کئی کتابوں کی مصنفہ میموئیل کا بھی کہنا ہے کہ امریکہ زوال کی جانب تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ امریکہ کے ٹوٹنے کی پیشن گوئی صرف روسی پروفیسر ایگور پیناری نے ہی نہیں کی بلکہ امریکی فلاسفر، اسکالر اور مایہ ناز کتابوں کے مصنف بھی اپنے کئی مقالات اور کتابوں میں کرچکے ہیں۔ خاتون مصنف میموئیل کا کہنا ہے کہ ان کی حالیہ کتابوں اور تحقیقی مقالوں میں امریکی قومی تانے بانے کے بکھرنے اور اس کا شیرازہ منتشر ہوجانے کے خدشات کا اظہار کیا گیا ہے۔ کچھ تدابیر بھی کی گئی ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق دو سال قبل امریکی خاتون توریغہ اور مشہور اہل قلم جوئیل گیرو کی کتاب منظر عام پر آئی تھی۔ اس میں انہوں نے حقائق وشواہد پیش کئے تھے کہ امریکہ بہت جلد 9 ممالک میں تقسیم ہوجائے گا۔ اس کتاب کا نام بھی انہوں نے شمالی امریکہ کی 9 قومیں رکھا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ امریکہ کے بکھرنے اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ جانے کی پیشگوئی کرنے والے اشخاص وہی ہیں جنہوں نے دنیا میں سب سے پہلے سوویت یونین کے بکھرنے کی پیشگوئی کی تھی حالانکہ بظاہر اس وقت سوویت یونین مضبوط و مستحکم اور نہایت طاقتور دکھائی دے رہا تھا، مگر اس کے اندرونی خلئے کمزور ہوتے جارہے تھے، اور یہ پیشگوئی فرانسیسی ماہر تمدن ومعاشرت اور معروف سائنسدان ایمانوئیل ٹوڈ کی جانب سے بھی آئی تھی۔ امریکہ کے بکھرنے کی پیشگوئی ٹوڈ نے اپنی کتاب ’’امپیریلزم کے بعد امریکی نظام کا زوال‘‘ میں بھی کی ہے۔ سیاسی وعسکری طاقت کے قیام کی امریکی کوششوں کی وضاحت کرتے ہوئے ٹوڈ کا کہنا ہے کہ امریکہ کی یہی کوشش اس کی سب سے بڑی کمزوری اور داخلی ڈھانچے کے کھوکھلا ہونے کی دلیل ہے۔ ٹوڈ کا موقف ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کا موجودہ عالمی نظام دو طریقوں میں سے کسی ایک کے ذریعے ضرور زوال سے دوچار ہوگا، یعنی چین، جاپان، جرمنی اور فرانس جلد امریکہ کی بلیک میلنگ سے علیحدہ ہوجائیں گے اور امریکہ کی قیادت کو مسترد کرتے ہوئے اس کے خلاف ایک مستقل اتحاد قائم کرلیں گے۔ ع سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا۔

بیشک ہمارا ایمان ہے کہ ہر پیشگوئی کا درست ہونا کوئی ضروری نہیں لیکن یہ طے ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ ظلم کو پسند کرتا ہے اور نہ ظالموں کو۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ امریکہ کے مظالم سے نہ صرف عالم اسلام تنگ ہے بلکہ اس کا دائرہ غیر مسلم اقوام تک بھی پھیلتا رہا ہے اور آج بھی کئی غیر مسلم ممالک میں امریکہ کے خلاف نفرت میں روز افزوں اضافہ ہورہا ہے۔ لیکن اس کے تھنک ٹینکس اپنے ملک کی سالمیت کے بارے میں متفکر ہونے کی بجائے پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے عزائم رکھتے ہیں، لیکن ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ پاکستان نے اپنے مشرقی بازو پر مظالم کی سزا بنگلہ دیش کے قیام کی صورت میں بھگت لی ہے۔ اب باری ان شاء اللہ امریکہ کی ہے۔

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

تنظیم اسلامی شاہدرہ لاہور کے زیرِ اہتمام ہونے والے جلسہ سیرت النبی ﷺ کی مختصر روداد

نعیم اختر عدنان

تنظیم اسلامی شاہدرہ / فیروز والا کے زیر اہتمام بڑے اہتمام اور پابندی سے ماہانہ بنیاد پر عروسہ میرج ہال میں درس قرآن منعقد ہوتا ہے۔ اِس پروگرام میں رفقاء واحباب کے علاوہ رفیقات اور دیگر خواتین بھی شریک ہوتی ہیں۔ رفیق تنظیم جناب مولانا اللہ دتہ کی زیر سرپرستی قائم دینی درسگاہ "مدرسۃ البنات" کی حافظات اور فاضلات (زیر تعلیم) بھی شریک محفل ہوتی ہیں۔ یوں خواتین کی حاضری مردوں کی نسبت اکثر زیادہ ہوتی ہے۔ شاہدرہ کی مرکزی جگہ پر عرصۂ دراز اور پابندی سے جاری یہ ماہانہ درس قرآن تنظیم اسلامی شاہدرہ کی خصوصی پہچان بن چکا ہے۔ تنظیم اسلامی شاہدرہ کے امیر ڈاکٹر محمد عابد بٹ تنظیم کے تربیتی و دعوتی پروگراموں کو عمدگی سے ترتیب دیتے ہیں۔ نقباء کے ساتھ باہمی مشورہ سے ربیع الاول کے مبارک مہینہ کی آمد کے پیش نظر ماہانہ درس قرآن کے فورم کو سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر جلسہ کی شکل دے دی گئی۔

22 فروری 2009ء بروز اتوار صبح دس بجے عروسہ میرج ہال میں "عظمت مصطفی ﷺ" کے موضوع پر خطاب کے لئے تنظیم اسلامی کے مرکزی اور سینئر رہنما جناب عبدالرزاق کو دعوت خطاب دی گئی۔ حسب روایت پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت ہمارے دیرینہ اور مستقل کرم فرما جناب قاری محمد الیاس آف فیروز والا نے حاصل کی۔ آیات الٰہی کا جاہ وجلال اور قرآن کی تلاوت کا ذوق وشوق جب ہم رکاب وہم آہنگ ہو جائے تو شرکائے محفل کو ایمانی سرور بھی حاصل ہوتا ہے اور اُن کے دینی جذبات کو نئی تازگی بھی نصیب ہوتی ہے۔ قرآن مقدس کی قوت تاثیر اور قوت تسخیر کا کچھ ادراک کرنے کے لئے ہمیں دور نبوی ﷺ میں خود کو لے جانا ہوگا۔ اِس دور سعادت کے منظرنامے کی تصویر کشی کرتے ہوئے مولانا حالی جیسے باکمال شاعر نے یوں کہا۔

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

قرآن مجید اگر صحیفۂ آسمانی ہے تو سیرت مصطفی ﷺ اِس کی زمینی تفسیر ہے۔ عظمت مصطفی ﷺ کا ذکر ہو تو نعت کے بغیر "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کی شان کی حامل ذات والا صفات کا مبارک تذکرہ تشنہ سا رہتا ہے۔ نعت رسول مقبولؐ کی سعادت رفیق تنظیم ڈاکٹر سید اقبال حسین کی باذوق اور خوش الحان صاحبزادی ماریہ اقبال نے حاصل کی۔

نقیب محفل کی حیثیت سے ڈاکٹر اقبال حسین نے مہمان مقرر جناب عبدالرزاق کو دعوت خطاب دی

> آپؐ کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ امت مسلمہ کا ہر فرد آپ کے لائے ہوئے دین اِسلام کو پھر سے نافذ و غالب کرنے کی جدوجہد میں اپنا مال اور جان عزیز تک قربان کردے

"عظمت مصطفی ﷺ" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ سرور کائنات، امام الانبیاء ﷺ کے ذکر سے اپنے دل و دماغ کو معطر رکھے۔ آپؐ کی ولادت باسعادت تاریخ انسانی کا عظیم ترین اور بابرکت واقعہ ہے۔ آپؐ کی عظمت کے اتنے گوشے اور پہلو ہیں کہ ہم اُن کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں۔ مقام نبوت و رسالت انسانی عظمت اور شرافت کا بلند ترین مرتبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو تمام انبیاء و رسل کا سردار و امام بنا کر نبوت اور رسالت کی تکمیل فرما دی۔ معراج نبوی ﷺ کا واقعہ آپؐ کی عظمت کا بے مثل واقع ہے، جس کا ادراک انسان کے شعور سے ماوراء ہے۔ انہوں نے کہا کہ انسانی تاریخ میں داعی انقلابؐ کی حیثیت سے آپؐ کی عظمت کے آگے آپ کے بدترین دشمن بھی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نظر آتے ہیں۔ انہی دشمنان اسلام میں سے ایک دانشور نے آپؐ کو تاریخ انسانی کا کامیاب ترین اور عظیم ترین انسان قرار دیا ہے۔ آپؐ نے تئیس سال کے مختصر عرصہ میں عقیدہ و رسومات سے لے کر تہذیب و معاشرت تک اور سیاست وحکومت سے لے کر معیشت اور معاش تک ہر شعبۂ زندگی کو نئے اصول وضوابط اور نئے پیرہن عطا کئے۔ انفرادی اور اجتماعی دونوں اعتبارات سے آپؐ نے انسانی اقدار کو اعلیٰ ترین سطح پر نہ صرف اجاگر کیا بلکہ ہر سطح پر انہیں عملاً نافذ العمل بھی کیا۔ اِس معیارِ حق کو اللہ تعالیٰ نے "اُسوۂ حسنہ" قرار دے کر پوری انسانیت کے لئے ہدایت کا ابدی چراغ بنا دیا۔ آپؐ کی عظمتِ کردار کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ نہ صرف پسے ہوئے طبقات جیسے غلاموں اور خواتین نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا بلکہ روساء قریش اور دیگر قبائل کے زعماء نے بھی آپ کے حلقہ ارادت میں قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔

جناب عبدالرزاق نے سیرت نبویؐ کے ایک اور گوشے کو نمایاں کرتے ہوئے کہا کہ مشرکانہ اور ظلم واستحصال پر مبنی نظام کو ختم کرنے کے لئے جہاں آپؐ نے کریمانہ اخلاق وکردار سے آراستہ حکیمانہ اسلوب دعوت سے لوگوں کو اپنے قریب کر لیا، وہیں آپؐ کو دین اسلام کو غالب و سربلند کرنے کے لئے فساق وفجار اور متکبرین واشرار سے دس سال کے مختصر عرصہ میں تراسی (83) جنگیں لڑنا پڑیں۔ غزوۂ بدر سے غزوۂ تبوک کے معرکے اِسی مقدس جدوجہد کے سنگ ہائے میل اور نشانات راہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ کو خراج عقیدت پیش کرنے کا قابل قبول اور بہترین طریقہ یہ ہے کہ امت مسلمہ کا ہر فرد اِسلام کو پھر سے نافذ و غالب کرنے کی جدوجہد میں اپنا مال اور جان عزیز تک قربان کردے کہ اِس راہ سعادت میں سب کچھ کرنے کے باوجود بھی یہ کہنا پڑتا ہے کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

جناب عبدالرزاق کے مدلل اور پر مغز خطاب کے بعد مولانا اللہ دتہ کی دعائے دلسوز کے ساتھ یہ خوبصورت پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

حاضرین اور حاضرات کی تواضع مٹھائی کے ساتھ کی گئی۔ رفقاء واحباب کے خصوصی تقاضا سے یہ پروگرام منعقد ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو درجہ بدرجہ اجر عطا فرمائے۔ آمین

میں تنظیم اسلامی میں کیسے شامل ہوا!

علی اصغر عباسی

میرا تعلق صوبہ سندھ کے ضلع دادو، تحصیل و شہر جوہی سے ہے۔ پرائمری اور سیکنڈری تعلیم ضلع دادو کے مقامی تعلیمی اداروں میں ہی حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد زرعی کالج ٹنڈو جام میں داخلہ لیا اور وہیں ہاسٹل میں فروکش ہوا۔ کالج کے زمانہ طالب علمی میں تبلیغی جماعت میں اٹھنا بیٹھنا ہوا۔ یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ الحمدللہ، ہمارا گھرانہ شروع سے ہی مذہبی رہا ہے۔ والد اور والدہ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ مسلکی اعتبار سے بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ لہٰذا جب تبلیغی جماعت کی صحبت اختیار کی اور ابتداً کالج کی چھٹیوں میں اور بعدازاں تعلیم سے فراغت کے بعد دورانِ سروس چلے لگانے تو انہیں بہت گراں گزرا بلکہ والد صاحب تو ایک طرح سے ناراض ہی ہو گئے۔ بہرحال والدہ کا دل پسیجا اور انہوں نے والد صاحب کی منت سماجت کرکے تبلیغی سرگرمیوں میں کام کرنے کی اجازت دلوا ہی دی۔ تبلیغ میں بڑوں کی عزت اور ماں باپ کی خدمت کرنے کا جذبہ بیدار و متحرک ہوا، جس نے میری طبیعت و مزاج پر بہت خوش گوار اثر ڈالا۔ لہٰذا جب والدین نے اس کام کے ثمرات کا مشاہدہ میرے اچھے رویے سے کیا تو وہ بھی دل سے بہت خوش ہوئے۔ پہلے تو والد صاحب اِن تبلیغی جماعتوں کو اپنے علاقہ کی مسجد میں آنے ہی نہیں دیتے تھے، بعد میں نہ صرف اُن کی جانب متوجہ ہوئے بلکہ اُن کی مدد و امداد کرنی بھی شروع کر دی اور ان جماعتوں کی نصرت میں منہمک ہو گئے۔

یہ 85-1984ء کی بات ہے۔ اُن دنوں میری پوسٹنگ بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر گریڈ-17 میں سپلائی اینڈ پرائس بیورو میں تھی۔ ہمارا آفس اُن دنوں تغلق ہاؤس میں ہوا کرتا تھا اور میں جیکب لائن کی مسجد میں نماز پڑھنے جایا کرتا تھا۔ وہیں کچھ بچے قرآن حفظ کرنے آیا کرتے تھے۔ انہی بچوں میں میجر محمد حنیف کے صاحبزادے عمادالدین بھی تھے، جنہیں دیکھ کر میرے اندر بھی تمنا ہوئی کہ میں بھی حفظ کروں۔ سورۃ الواقعہ یاد کرنے کی کوشش کی تو الحمدللہ ایک ہفتہ کے اندر یاد ہو گئی۔ پھر بتدریج سورۃ الرحمٰن سے سورۃ الناس تک حفظ کرتا گیا اور عمادالدین کو سناتا گیا۔ رفتہ رفتہ اس بچہ کے ساتھ ایک قلبی لگاؤ اور اُنس کی کیفیت پیدا ہو گئی اور وہ بھی میرے پاس فزکس اور علمِ ریاضی (Mathematics) پڑھنے کے لئے آنے لگا۔ ایک دن اُس نے مجھے بتایا کہ تاج ہوٹل (جو غالباً آج کل کراؤن یا ریجنٹ ہوٹل کے نام سے معروف ہے) میں ڈاکٹر اسرار احمد کے آنے کا پروگرام ہے، جس کی تفصیل کل کے اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ لہٰذا ہم دونوں جیکب لائین سے تاج ہوٹل تک مارچ کرتے ہوئے پہنچے اور ڈاکٹر صاحب کی فکر انگیز گفتگو کی براہ راست سماعت کا موقع میسر آیا۔ اس سے چند سال قبل کی ہی بات ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی کوٹری آمد پر اُنہیں سنا تھا لیکن اُس وقت سب کچھ سر سے گزر گیا تھا۔ البتہ تاج ہوٹل والے درس نے اپیل کی کہ مجھے اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے جدوجہد کرنی چاہیے۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب کی کراچی آمد پر انہیں گاہے بگاہے سنتا رہا۔ اُن کے ایسے ہی ایک خطاب منعقدہ باشو آڈیٹوریم بمقام عبداللہ ہارون روڈ نے تو گویا دل و دماغ کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ اب دو باتیں سامنے نظر آ رہی تھیں یا تو اللہ کے دین کے لئے کمربستہ ہو کر تنظیم میں شمولیت اختیار کی جائے یا پھر راہِ فرار!! گومگوں کی کیفیت طاری تھی۔ ایک جانب نفس بیعت کے لئے آمادہ نہیں تو دوسری طرف آخرت کا خوف۔ ڈاکٹر صاحب جا چکے تھے اور طبیعت ملامت زدہ ہو کر رہ گئی۔

اس موقع کے نکل جانے کے بعد جونہی ڈاکٹر صاحب ایک خصوصی پروگرام کے سلسلہ میں کراچی یونیورسٹی تشریف لائے تو میں درس کے فوراً بعد ہی ڈاکٹر صاحب کے پاس بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ مرحوم عبدالواحد صاحب نے جو اُن کے قریبی رُفقاء میں سے تھے، ڈاکٹر صاحب سے مختصر تعارف کرانے کے بعد بیعت کرنے کے لئے سفارش کی۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی بلاتردد فوراً ہی ہاتھ آگے بڑھایا اور یوں میں نے ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ پر بالمشافہ بیعت کرکے اپنی رُوح کی تسکین کی اور اُن کی دعاؤں میں رخصت ہوا کہ اللہ پاک اس حوصلہ اور ہمت کو برقرار رکھے اور اپنی تائید و نصرت اِس میں شامل کرتے ہوئے تادمِ مرگ دین کی سربلندی کی خاطر تن من دھن لگانے کی توفیق دے۔

میں نے ڈاکٹر صاحب کے دروس کو تشفی بخش پایا۔ کوئی بھی ابہام وشائبہ دینی دعوت کے سلسلہ میں نہ ہوا، البتہ ایک درس میں یہ ضرور پوچھ بیٹھا کہ ایمان کا محرک کیا ہے؟ انہوں نے جواباً سورۃ الحدید کی آیت نمبر 9 (ترجمہ: ”وہ (اللہ) ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اتارتا ہے، تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے۔ یقیناً اللہ تم پر نرمی کرنے والا رحم کرنے والا ہے“) تلاوت کی اور بتایا کہ قرآن حکیم رسول اللہ ﷺ کا آلۂ انقلاب تھا، جس کے ذریعہ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے قلوب میں ایمان کی آبیاری کی، ان کے نفوس کا تزکیہ کیا اور انہیں حکمت کی باتیں سکھائیں۔

میں ربُّ العزت کا بے حد شکر گزار ہوں کہ جس کی توفیق عزیزیہ سے اُس نے مجھے اپنے دین کی سربلندی کے لئے چن لیا، بمصداق حدیثِ نبوی ﷺ جو خود پسند کرتے ہو دوسروں کے لئے بھی پسند کرو ہر مومن سے متمنی ہوں کہ وہ بھی تنظیم میں شامل ہو کر غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد میں اپنا تن من دھن لگائے۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر مغل فیملی کو اپنی دو بیٹیوں عمر بالترتیب 24 اور 21 سال، تعلیم بی اے، بی کام کے لئے دینی مزاج کے حامل گھرانوں سے رشتے درکار ہیں۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0322-9362541

☆ لاہور میں مقیم دوشیزہ، عمر 24 سال، تعلیم بی اے کے لئے دینی مزاج کے حامل نوجوان کا مناسب رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0313-4424576

042:7615801

☆ لڑکی، عمر 30 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات، ایم اے اکنامکس (پارٹ I کر لیا) عالمہ کا چار سالہ کورس، دینی مقاصد کے لئے سکول چلا رہی ہے، کے لئے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 042-7463503

اے خاصۂ خاصانِ رُسلؐ وقتِ دعا ہے

روزنامہ "جناح" کا اداریہ

مسلمانانِ عالم موجودہ حالات میں جس کسمپرسی کا شکار ہیں، اگر تھوڑی سی گہرائی اور گیرائی میں جا کر سوچا جائے، تو ایک بات خاصی وضاحت سے سامنے آتی ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان آپس میں اتحاد کے فقدان اور مذہب سے دوری کی وجہ سے اس حالت کو پہنچے ہیں۔ آج سے چودہ سو سال قبل جس بابرکت ہستی کے فیض سے انسانیت نے روشنی حاصل کی تھی، اگر اس مشعل کی روشنی اور تابنا کی میں رہتے ہوئے زندگی بسر کی جاتی تو ہمیں اقوام عالم میں اس قدر شرمندگی نہ اُٹھانی پڑتی۔ فخرِ عالم، فخرِ موجودات حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی جو تمام عالموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے، اُن کی تعلیمات سے دوری نے ہمیں آج اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے، کہ ہم مہذب معاشرے میں دزدیدہ نگاہوں سے دیکھے جا رہے ہیں۔ آپؐ نے جن حالات میں انسانیت کو وقار بخشا تھا، وہ آج کے حالات سے بھی زیادہ کٹھن تھے، لیکن آپؐ نے احترام آدمیت اور انسانیت کی فلاح کے لیے جو اسوۂ حسنہ پیش کیا وہ ہر دور کے لئے قابلِ تقلید ہے۔ اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ آپؐ کی زندگی سے مسلمانوں سے زیادہ دیگر مذاہب کے لوگوں نے زیادہ فیض حاصل کیا اور ہم ہیں کہ آپؐ کے اسوۂ حسنہ سے دور ہو چکے ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر نے آپؐ کو دنیا میں بھیج کر انسانیت پر لازوال احسان فرمایا، اور آپؐ نے اپنی تمام زندگی احکام خداوندی میں بسر کر کے دنیا کے حاکم ہوتے ہوئے اللہ کی محکومی میں بسر کی، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کے نزدیک سب سے اوّل خداوند تعالیٰ کا حکم ہے۔

اگر ہم موجودہ دور میں تمام مسلمانوں کے حالات نہ سہی فقط اپنے ملک پاکستان کے حالات دیکھیں تو ہمیں خبر ہو گی کہ اسلام کے نام پر حاصل کی جانے والی اس پاک دھرتی پر آپؐ کے امتیوں نے نہ صرف آپؐ کے نام نامی بلکہ آپؐ کی زندگی سے بھی اغماض برتا اور نتائج کے طور پر ساری دنیا میں ہماری جگ ہنسائی اور بے بسی تماشا بنی ہوئی ہے۔ ہم تمام وسائل کے ہوتے ہوئے غیروں کے محتاج ہیں، آپؐ کا در چھوڑ کر غیروں سے مانگتے ہیں، اور غیر ہمیں جو کچھ دیتے ہیں، اس سے کئی گنا زیادہ ہماری چمڑی اتار

> چودہ سو سال قبل مٹھی بھر مسلمانوں نے ایک پرچم تلے اکٹھے ہو کر دنیا کے کونے کونے میں اسلامی پرچم کو سربلند کر دیا تھا۔ ان کے پاس ٹینک تھے، نہ توپ، نہ میزائل تھے اور نہ ہی ایٹم بم۔ آج ہم سارے ہتھیاروں کے باوجود امریکہ سے اس قدر دبکتے ہیں کہ اس کے ایک ٹیلی فون پر سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں

کر وصول کرتے ہیں۔ ہمیں ایٹمی قوت ہونے کے باوجود ہر طرف سے گھیر کر اتنا بے بس کر دیا گیا ہے کہ آج انا خالد ابنِ ولید کا نعرہ بلند کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ چودہ سو سال قبل مٹھی بھر مسلمانوں نے ایک پرچم کے تلے اکٹھے ہو کر دنیا کے کونے کونے میں اس پرچم کو سربلند کر دیا تھا۔ ان کے پاس ٹینک تھے، نہ توپ، نہ میزائل تھے اور نہ ہی ایٹم بم، اس کے باوجود انہوں نے اللہ کے بھروسے اور آپؐ کی سیرت کو سامنے رکھ کر دنیا بھر میں اسلام کی شمع روشن کی۔ آج ہم سارے ہتھیاروں کے باوجود امریکہ سے اس قدر دبکتے ہیں کہ اس کے ایک عام سے حکومتی اہلکار کے ٹیلی فون پر سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ امریکہ ہمارے علاقوں کی بلاجواز خلاف ورزیاں کرتا ہے اور ہم اسے معذرت خواہانہ انداز میں احتجاج درج کروا کر اپنے ہم وطنوں کی لاشوں کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر شرمناک بات اور کیا ہو گی کہ آج ہم موجودہ حالات کو پسِ پشت ڈال کر اقتدار کی اس مسند پر متمکن ہونے کے خواہش مند ہیں جس کے پاؤں نہیں ہیں۔ ہمارے سیاست دان آج جو سیاست کر رہے ہیں، اس کی مثال ایسی ہے جیسے، "جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی" ذرا اپنی سیاسی جماعتوں کے کردار پر نظر دوڑائیں، آپ کو سمجھ آ جائے گی کہ فقط چنگیزی رہ گئی ہے۔ ہمارے سیاست دانوں کے نزدیک سیاست فقط اقتدار کا حصول اور لوٹ مار کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ عراق سے لے کر افغانستان تک اور کشمیر سے فلسطین تک ہم لاچاری کی عملی تصویر بن چکے ہیں اور ہمارے مسلم حکمران جو استطاعت رکھتے ہیں، وہ صرف اپنے محلات تک محدود ہیں۔ پاکستان عالمِ اسلام کی سب سے بڑی حربی طاقت ہے اور اس حربی طاقت کی یہ حالت ہے کہ ایک جاسوس طیارہ آ کر اس کا منہ چڑھاتا ہوا میزائل داغ کر چلا جاتا ہے، اور ہمارے سیاست دان اپنی سیاست کے گندے پوتڑے بیچ چوراہے دھونے بیٹھ جاتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ہم اتنی بڑی فوج اور اتنے طاقتور ہتھیاروں کے باوجود، اتنے کھسیائے ہوئے ہیں؟ کیا ہمیں حضور اکرم ﷺ کے دور میں مسلمانوں کی حربی طاقت بھول گئی ہے؟ کیا ہم حضرت عمرؓ کا دورِ حکومت بھول گئے، جب ایک ایسا حکمران جس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا، وہ چٹیل زمین پر سر کے نیچے اینٹ رکھے بغیر پروٹوکول کے اور بغیر سیکیورٹی کے سو رہا ہوتا تھا؟ آج ہمارے حکمران اپنی رعایا کے خوف سے ان سے ملنا گوارا نہیں کرتے، جن سے ووٹ لے کر اسمبلیوں میں بیٹھتے ہیں۔ ان کی زندگی کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ سارے وسائل ان کے ہیں اور اسے لوٹنے والوں سے کوئی نہیں پوچھ رہا۔ رسالت مآب ﷺ کے دورِ اقدس میں انصاف کا یہ حال تھا

> 12 ربیع اوّل کا پیغام کیا ہے، اس پر ہم نے کبھی نہیں سوچا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس دن نئے سرے سے اپنی زندگی وضع کریں، جس میں آپؐ کی سیرت کی خوشبو شامل ہو، جس میں ایک دوسرے کا احترام اور محبت کا عنصر ہو، جس میں حقوق العباد کی تابناکی اور مہک ہو

کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر میری بیٹی بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا کہ یہی خدا کا حکم ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ حکومت میں عدل و مساوات کا یہ عالم تھا کہ آپؓ زمین پر لیٹے تھے تو پوچھا گیا کہ مسلمانوں کا حاکم زمین پر سو رہا ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عمر جو بستر رعایا کے لیے پسند کرتا ہے، وہ بستر اپنے لیے پسند کرتا ہے، اور مملکتِ خداداد میں انصاف کا یہ حال ہے کہ یہاں منصف انصاف سڑکوں پر مانگتا پھر رہا ہے اور اسے انصاف دینے والا کوئی نہیں۔ ایسے میں ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم آپؐ کے امتی ہیں اور ہماری زندگیاں آپؐ کی سیرت کے مطابق بسر ہو رہی ہیں؟ آپؐ نے حقوق انسانی کے ایسے قوانین مقرر کیے، جو اس سے قبل اور نہ اس کے بعد کسی مذہب یا فرقے نے وضع کیے۔ کوئی بھی شعبۂ زندگی اٹھا کر دیکھ لیں، آپؐ کی ذاتِ گرامی نے اس کے لیے جو اصول وضع کیے، وہ ایسے بے مثال ہیں کہ آج تک آپؐ کے علاوہ کوئی ان کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکا، اور ہم نے حقوق انسانی سمیت ہر شعبۂ زندگی کو آپؐ کی سیرت کے خلاف وضع کیا۔ اس پر ہمیں شرمندگی ہے نہ افسوس۔ رحمتِ عالم ﷺ کا یومِ پیدائش آج پھر ہمارے آنگن میں طلوع ہو چکا ہے۔ آج کے سورج کو بھی اس روشنی پر فخر ہوگا، جس سے وہ دنیا کو منور کرے گا، کیوں کہ کائنات میں موجود ہر شے آپؐ کی ذات سے وابستہ ہے، ہم بھی آپؐ کے نام لیوا ہیں، لیکن ہماری کم بختی ہے کہ ہم اس طرح آپؐ کی سیرت مبارکہ پر عمل نہیں کرتے جس کا حق بھی ہے اور حکم بھی۔ آج ہم بحیثیت مسلمان اللہ کی اس رسی کو چھوڑ چکے ہیں جسے تھام کر حکم لگایا گیا کہ آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اتحاد و یگانگت کا یہ سبق من حیث القوم ہم بھول کر آپس میں ایک دوسرے کے دست و گریبان ہیں اور پھر گلہ مند ہیں کہ ہم پر اللہ کی رحمتیں نازل نہیں ہو رہی ہیں۔ 12 ربیع الاوّل کا پیغام کیا ہے، اس پر ہم نے کبھی نہیں سوچا، بس اس روز خوشی منا کر ہم ہر چیز سے مبراء ہو جاتے ہیں۔ خوشی کے ساتھ ساتھ ہمیں ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ آپؐ کی سیرت کی پیروی کریں، آپؐ کے پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے کی سعی کریں، ایک دوسرے کا احترام کریں، ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کریں۔ سیاست بھی کریں لیکن باہمی اتحاد کا دامن بھی پکڑیں۔ ایک دوسرے کا گریبان پکڑنے سے بہتر ہے کہ آپؐ کی سیرت کا مطالعہ کر کے آپس کے جھگڑوں کو طے کریں۔ آج پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کے لیے خود احتسابی کا دن ہے۔ آج ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہم آپؐ کی زندگی کے مطابق اپنی زندگی گزار رہے ہیں؟ اگر اس کا جواب نفی میں آتا ہے تو پھر بہت ضروری ہے کہ آج کے دن نئے سرے سے اپنی زندگی وضع کریں، جس میں آپؐ کی سیرت کی خوشبو شامل ہو، جس میں ایک دوسرے کا احترام اور محبت کا عنصر ہو، جس میں حقوق العباد کی تابناکی اور مہک ہو۔ آج کا دن ہمارے موجودہ سیاست دانوں کے لیے بھی خاص اہمیت کا حامل ہے جو آپس میں دست و گریبان ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ اس مملکت خداداد کی بہتری کے لیے وہ فرائض سرانجام دیں، جس کا حضور اکرم نبی آخر الزماں ﷺ نے درس دیا۔ آج کا دن خصوصی دعا کا دن ہے، اپنے لیے، اپنے پیاروں کے لیے، تمام مسلمانانِ عالم کے لیے، اور خصوصاً اپنے پیارے ملک کے لیے جو اپنوں کی رنجشوں کا شکار ہے، جو اپنوں کی چیرہ دستیوں سے خون آلود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آج خصوصی دعا کی جائے جو اس ملک کی بقا، سلامتی، استحکام اور ترقی کی ہو، تاکہ ہم آپؐ کی ذاتِ بابرکات کے صدقے اقوامِ عالم میں اپنا کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کر سکیں۔

✿✿✿✿✿

بقیہ: اداریہ

ڈنڈی مارے گا۔ (اگرچہ بعض مغربی ممالک نے اپنے عوام کو ریلیف پہنچانے کے لیے سوشل ویلفیئر کے ایسے پروگرام بنائے جن سے سرمایہ دارانہ نظام کے نقصانات میں کمی واقع ہوئی) ہماری اضافی مصیبت یہ ہے کہ ہم ملک سے جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ بھی نہ کر سکے۔ لہٰذا ہمارے لیے جمہوریت بالکل بے معنی بلکہ نقصان دہ ثابت ہوئی۔ ہماری نظر میں حکومت مخالف عناصر کی طرف سے جو انصاف کی سربلندی اور موجودہ نظام سے بغاوت کے نعرے بلند ہو رہے ہیں، اُن کے بارے میں اگر کسی کا یہ ذہن ہے کہ یہ اسی جمہوری نظام کو قائم رکھتے ہوئے محض چہرے بدل کر ممکن ہوگا، تو یہ یا تو جہالت اور حماقت عظمیٰ کی وجہ سے ہے یا پھر اقتدار کی جنگ جیتنے کا محض ایک حربہ ہے۔ اِس لیے کہ نظام سرمایہ دارانہ جمہوریت ہو یا قبائلی نظام کے ستونوں پر بچھا ہوا ملوکیتی تخت ہو، صرف اور صرف انقلاب کے ذریعے اس سے نجات ممکن ہے۔ عام عقل کی بات ہے کہ کیا جمہوری تماشا دکھا کر ہوسِ اقتدار کو تسکین فراہم کرنے والے اپنے پاؤں پر کلہاڑا ماریں گے؟ وہ اُس سٹیٹس کو کو ختم کر ڈالیں گے جس کی وجہ سے وہ مراعات یافتہ ہیں۔ اگر امیر و غریب اور وزیر و فقیر میں فرق ختم کرنا ہے، اگر اس معاشرہ میں عدل قائم کرنا ہے، اگر غربت و افلاس، جہالت اور پسماندگی سے نجات حاصل کرنی ہے تو اسلامی انقلاب برپا کرنے کے سوا دوسرا کوئی راستہ ہے ہی نہیں، وگرنہ کبھی بھٹو سے نجات حاصل کر کے ہمیں ضیاء کی ظلمت سے واسطہ پڑے گا، کبھی بے نظیر اور نواز شریف جوتیوں میں دال بٹتے نظر آئیں گے، کبھی ظالم و جابر مشرف سے نجات حاصل کرنے کے شوق میں ہم پر زرداری مسلط ہو جائے گا۔ ہم قارئین کو انتباہ کرتے ہیں کہ اسلامی انقلاب کے ذریعے نظام کو نہ بدلا گیا تو شاید وہ وقت بھی آئے کہ ہم کہیں زرداری ہی اچھا تھا لہٰذا قوم اور قیادت اپنا قبلہ درست کرے۔ ہم نے آغاز میں سورۃ الروم کی جس آیت کا حوالہ دیا ہے، اُس میں جہاں شدید نوعیت کی وعید ہے، وہاں **لعلھم یرجعون** کی خوشخبری بھی سنائی ہے۔ یعنی یہ تکلیف اور مصائب و مسائل اس لیے ہیں کہ شاید ہم باز آ جائیں۔ اور آخری بات یہ ہے کہ اگر ہم باز آ جائیں، اگر ہم اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف رجوع کر لیں تو پھر ہم دنیا کی خوش قسمت ترین قوم ہیں، وگرنہ کھائی تیار ہے اور اوپر مٹی ڈالنے والوں کے ہاتھوں میں بڑے بڑے کدال ہیں۔

✿✿✿✿✿

امیر تنظیم اسلامی کا دورہ ملتان

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی اور ڈاکٹر غلام مرتضیٰ کے ہمراہ یکم مارچ کو ملتان تشریف لائے۔ امیر محترم کے دورہ کا مقصد نئے رفقاء سے ملاقات اور تعارف حاصل کرنا تھا۔ آپ ہر سال تمام حلقہ جات کے رفقاء و ذمہ داران سے ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے ہیں اور رفقاء سے تعارف حاصل کرتے ہیں۔ امیر محترم سے ملاقات کے لئے ملتان کی تینوں تنظیم کے رفقاء کو قرآن اکیڈمی ملتان میں ساڑھے دس بجے بلایا گیا تھا۔ حلقہ کے منفرد رفقاء کو بھی اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ ساڑھے گیارہ بجے رفقاء سے تعارف کی نشست کا باقاعدہ آغاز ہوا اور یہ پروگرام ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔

پروگرام کے آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ رفقاء نے ملکی اور بین الاقوامی صورتحال کے متعلق سوالات کیے۔ سوات کے حالات کا بھی تذکرہ ہوا۔ امیر محترم نے سوات کی کشیدہ صورتحال حالات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ انگریز دورِ حکومت میں انگریز نے بھی سوات کے علاقوں میں شرعی عدالتیں قائم رکھنے کی اجازت دے رکھی تھی اور وہاں کے عوام اپنے قبائلی معاملات اور نجی مسائل شرعی قوانین کے تحت حل کرتے تھے۔ یہ عدالتیں پاکستان بننے کے بعد بھی 1969ء تک قائم رہیں۔ انہوں نے کہا کہ سوات اور مالاکنڈ میں نفاذ شریعت کے فیصلے سے نہ صرف سوات کے عوام بلکہ ملک بھر کے مسلمان خوش ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ سوات میں شورش کی ذمہ دار دینی قوتیں نہیں، بلکہ را، موساد اور دیگر بیرونی ایجنسیاں طالبان کا روپ دھار کر اور جعلی داڑھیاں لگا کر وہاں فساد اور ہنگامے کر رہی ہیں۔

ڈیڑھ بجے نماز ظہر ادا کی گئی۔ اس کے بعد امیر محترم نے رفقاء کے ہمراہ کھانا کھایا۔ اور آپ 3 بجے ملتان سے لاہور کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس پروگرام میں کل 88 رفقاء اور چند احباب شریک ہوئے۔ (رپورٹ: شوکت حسین انصاری)

حلقہ پنجاب شمالی میں ”توبہ کی منادی“

حلقہ پنجاب شمالی میں توبہ کی منادی کے حوالے سے مرکز کی طرف سے دی گئی ہدایات کے مطابق 16 تا 25 جنوری 2009ء کو مہم چلائی گئی۔ قبل ازیں ناظم حلقہ نے راولپنڈی اور اسلام آباد کی گیارہ مقامی تنظیم کے امراء کا اجلاس بعد نماز عشاء 14 جنوری کو طلب کیا اور اس پورے پروگرام کو ترتیب دیا۔ ناظم حلقہ نے کہا کہ اس پروگرام کا مقصد عوام کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا ہے کہ آج ہم جن مسائل سے دوچار ہیں اُن کی وجوہات کیا ہیں؟ ان مسائل کا حل صرف ایک ہی ہے، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے۔ ناظم حلقہ نے کہا کہ سب سے اہم نقطہ جو ہمارے پیش نظر رہنا چاہیے، وہ یہ ہے کہ اس پورے پروگرام میں رفقاء بھرپور طریقے سے حصہ لیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے رفقاء کو ضروری ہدایات دیں۔

دیئے گئے پروگرام کے مطابق 16 جنوری سے تمام مقامی تنظیم نے اپنے اپنے علاقوں میں کام شروع کر دیا۔ رفقاء نے اس مہم میں بڑی دلچسپی لی۔ جگہ جگہ بینرز لگائے گئے۔ مجموعی طور پر تقریباً تین سو بینرز، 80 ہزار ہینڈ بل اور سولہ ہزار سٹیکرز تقسیم کیے اور لگائے گئے۔ رفقاء کو دوران ہفتہ یہ یاد دہانی کرائی جاتی رہی کہ یہ تمام مواد آپ کے پاس تنظیم کی امانت ہے، لہٰذا کوشش کی جائے کہ کوئی ہینڈ بل یا بینرز وغیرہ گھروں میں نہ رہ جائے۔ ہر مقامی تنظیم نے پروگرام کو مؤثر بنانے میں سرگرمی دکھائی۔ کئی تنظیم نے اپنے علاقوں میں ٹی بورڈز اٹھا کر ریلیاں بھی نکالیں اور کارنر میٹنگز کا بھی اہتمام کیا۔ کچھ تنظیم نے تعارفی کیمپ بھی لگائے۔

ابھی پروگرام جاری تھا کہ نائب ناظم اعلیٰ خالد محمود عباسی کی طرف سے توجہ دلانے پر ناظم حلقہ نے حلقہ جاتی عاملہ سے مشاورت کے بعد حلقہ پنجاب شمالی کی حدود میں وہ علاقے جہاں کوئی نظم قائم نہیں تھا، وہاں پر ایک ایک امیر مقامی تنظیم کو اپنی پوری تنظیم لے کر ایک روزہ کے لئے جانے کی ہدایت کی۔ اس پروگرام کے مطابق کہوٹہ، روات، چک بیلی خان، حسن ابدال، ہری پور، مانسہرہ، اٹک، فتح جھنگ اور تلہ گنگ تحصیل ہیڈ کوارٹرز کو کور کیا گیا۔ الحمدللہ، ہر جگہ 23، 24 رفقاء پر مشتمل ٹیم نے اپنے مقامی امیر کی قیادت میں حلقے کی طرف سے دیئے گئے شیڈول کے مطابق ایک روزہ لگایا۔ ان مقامات پر 11 بجے سے مغرب تک رفقاء نے ہینڈ بلز تقسیم کیے، ٹی بورڈ اٹھا کر مختلف بازاروں میں گشت کیا اور مختلف مقامات پر کارنر میٹنگز کیں اور شام کے وقت رفقاء اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ اس طرح یہ پروگرام 23 جنوری کی بجائے 25 جنوری (بروز اتوار) کو اختتام پذیر ہوا۔

پروگرام کے بارے میں ناظم حلقہ نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس پروگرام میں رفقاء کی شرکت توقع سے زیادہ رہی۔ رفقاء کا جوش و خروش دیدنی تھا، اور یہ تجاویز بھی آئیں کہ آئندہ بھی اسی طرح کے پروگرام مثلاً ہفتۂ خلافت یا ہفتۂ دعوت منایا جائے۔ کچھ علاقوں سے لوگوں کے فون بھی آئے۔ لوگوں نے تنظیم کے بارے میں آگاہی چاہی اور پروگرام کی تعریف کی۔ آئندہ ایسے علاقوں میں دعوتی کام کو بڑھانے کے لیے یہ پروگرام بہت مفید ثابت ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اِس پروگرام سے تنظیم کے تعارف میں اضافہ ہوا۔ بڑے پیمانے پر یہ پہلا تجربہ تھا، لہٰذا اس میں کچھ کوتاہیاں بھی رہ گئیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رفقاء کی سعی و جہد کو قبول و منظور فرمائے اور اس کام میں جہاں کہیں ہم سے کوتاہیاں رہ گئیں، ان سے درگزر فرمائے۔ آمین (مرتب: معتمد عمومی)

تنظیم اسلامی حلقہ بالائی سندھ کے زیر اہتمام توبہ کی منادی مہم کی روداد

پروگرام کے مطابق 16 تا 23 جنوری 2009ء ملک کے دیگر علاقوں کی طرح تنظیم اسلامی کے حلقہ بالائی سندھ میں توبہ کی منادی کی مہم چلائی گئی۔ حلقہ کی وسعت کو مدنظر رکھتے ہوئے مشورہ سے حلقہ کو تین زونوں میں تقسیم کیا گیا اور تینوں زونوں میں علیحدہ علیحدہ پروگرام ترتیب دیئے گئے۔

زون 1 کی سربراہی جناب غلام محمد سومرو (امیر حلقہ) نے کی۔ اس میں مرکزی اسرہ، مقامی تنظیم سکھر اور منفرد رفقاء پر مشتمل ایک ٹیم تشکیل دی گئی۔

زون 2 کے لئے جناب احمد صادق سومرو کی قیادت میں مقامی تنظیم شاہ پنجو وگسی، اسرہ پھلجی و دادو کے رفقاء پر مشتمل ٹیم بنائی گئی۔

زون 3 میں جناب پروفیسر سجاد منصور کی سرپرستی میں تنظیم اسلامی صادق آباد اور اسرہ رحیم یار خان کے رفقاء کو ملا کر ٹیم بنائی گئی۔

مذکورہ تین زونوں کی سطح پر جو دعوتی کام ہوا، اس کا اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے:

زون 1 میں کارنر میٹنگ کی صورت میں چار پروگرام منعقد کیے گئے۔ یہ تمام پروگرام امیر حلقہ کی سربراہی میں منعقد ہوئے۔ پہلا پروگرام 18 جنوری کو شکار پور شہر میں منعقد ہوا۔ پروگرام سے دو دن پہلے شہر کے اہم مقامات گھنٹہ گھر اور لکھی گیٹ کے گرد بینرز، پول ہینگرز اور چارٹس کے ذریعہ پروگرام کی تشہیر کی گئی، جبکہ پروگرام کے دن کارنر میٹنگ کا انعقاد کیا گیا، جس میں رفقاء نے میگافون کے ذریعہ لوگوں کو توبہ کی منادی کی اور کچھ رفقاء نے ہینڈ بلز بھی تقسیم کیے۔ دوسرا پروگرام 20 جنوری کو بعد نماز عصر ہنو عاقل شہر میں ہوا۔ پروگرام سے قبل بینرز، پول ہینگرز، چارٹس اور اسٹیکرز کے ذریعے پروگرام کی تشہیر کی گئی۔ شہر کے مین چوک میں کارنر میٹنگ کا انعقاد ہوا۔ حاضرین و سامعین کو توبہ کی منادی کی گئی اور تنظیم کا پیغام پہنچایا گیا۔ تیسرا پروگرام

22 جنوری کو پرانا سکھر قمرل چوک میں بعد نماز عصر منعقد ہوا۔ رفقاء نے میگافون کے ذریعہ عوام الناس کو توبہ کی منادی کی، تنظیم کی دعوت پیش کی، اور ہینڈ بلز بھی تقسیم کیے۔ اس مہم کا چوتھا اور آخری پروگرام سکھر شہر کے اہم چوراہے جناح چوک میں منعقد ہوا۔ مقررین نے توبہ کی منادی کے حوالے سے خطاب کیا۔ امیر حلقہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہم من حیث القوم نیکی کو پھیلانے اور برائی سے روکنے کے فریضہ سے غافل ہو چکے ہیں اور ہم نے ناشکری، وعدہ خلافی اور خیانت کا راستہ اختیار کر رکھا ہے۔ اندریں حالات اگر ہم نے سچی توبہ نہ کی تو اس بات کا قوی اندیشہ ہے خدانخواستہ ہم مکمل تباہی کا شکار ہو جائیں۔

زون 2 میں کارنر میٹنگ کی صورت میں آٹھ مقامات پر پروگرام ہوئے جن میں میہڑ، خیرپور ناتھن شاہ، دادو، رادھن، گاؤں شاہ پنجو، سوبھو خان مگسی، گاؤں تھرڑی، گاؤں لکڑا اور گاؤں ننوں کوٹھ شامل ہیں۔ قبل ازیں تمام مقامات پر بینرز، پول ہینگرز، چارٹس اور اسٹیکرز کے ذریعہ خوب تشہیر کی گئی جب کہ پروگرام کے دن لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سامعین کو توبہ کی منادی کی گئی۔ رفقاء نے ہینڈ بلز بھی تقسیم کیے۔

زون 3 میں دو پروگرام منعقد ہوئے جو صرف صادق آباد میں ہوئے۔ قبل ازیں اہم مقامات پر ان پروگراموں کی تشہیر کی گئی۔ توبہ کی یاددہانی کے لئے کارنر میٹنگ کا انعقاد کیا گیا اور ہینڈ بلز بھی کی تقسیم کیے گئے۔ مجموعی طور پر حلقہ بھر میں 14 پروگرام ہوئے۔ 10000 ہزار ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رفقاء و احباب کی کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

(رپورٹ: نصر اللہ انصاری)

تنظیم اسلامی نوشہرہ کا ماہانہ شب بیداری پروگرام

31 جنوری اور یکم فروری 2009ء کی درمیانی شب تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیر اہتمام مرکز نوشہرہ میں ماہانہ شب بیداری کا انعقاد ہوا۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب ڈاکٹر محمد مقصود کے درس قرآن سے ہوا۔ درس کا موضوع "متاع الغرور" تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے قرآنی آیات و احادیث، فارسی اشعار اور مثالوں کی مدد سے دنیا کی بے ثباتی کو اجاگر کیا۔ اس کے بعد اُسرہ خویشگی کے رفیق محمد حامد نے "مومن: ایک اجنبی مسافر" کے موضوع پر حدیث کی روشنی میں گفتگو کی۔ اُسرہ گلستان کالونی کے رفیق ڈاکٹر وقار الدین نے "دنیا: آخرت کی کھیتی" کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ رفقاء کے تعارف کے بعد رفیق اُسرہ نوشہرہ کینٹ قاضی محمد ہمایوں نے "صحابہ کرامؓ کی دنیا" کے حوالے سے حضرت سعید بن عامرؓ کی زندگی کا ایمان افروز واقعہ سُنایا۔ عامر صدیقی نے "دنیا کی حقیقت" پر گفتگو کی۔ اُن کی گفتگو کے بعد رات کے کھانے اور آرام کے لیے وقفہ کیا گیا ہے۔

اگلی صبح نماز فجر کے بعد باجوڑ کے رفیق نبی محسن نے درس قرآن دیا۔ بعد ازاں محمد نواز علی نے "بچوں کی دنیا" کے موضوع پر ایک مضمون سنایا، جس میں بچوں کی دینی تربیت کے حوالے سے نہایت مفید باتیں بیان کی گئیں تھیں۔ ناشتے کے بعد دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں 17 رفقاء اور 3 احباب نے شرکت کی۔ (مرتب: جان نثار اختر)

قیوم آباد کراچی میں تنظیم اسلامی کا تعارفی کیمپ

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام 5 فروری 2009ء (یوم کشمیر) کو تنظیم اسلامی ڈیفنس کے علاقہ قیوم آباد میں ایک تعارفی کیمپ لگایا گیا۔ اس حوالے سے مقامی تنظیم کے رفقاء نے خصوصی محنت کی۔ پروگرام سے تین روز قبل دعوتی بینرز آویزاں کیے گئے اور ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ حلقہ کے 135 رفقاء دوپہر 3 بجے کیمپ میں پہنچ گئے۔ صدر انجمن خدام القرآن سندھ جناب اعجاز لطیف نے دعوت کی اہمیت و فضیلت پر روشنی ڈالی اور گشت کے آداب کی وضاحت کی۔ ساڑھے تین تا پانچ بجے رفقاء نے علاقہ میں گشت کیا۔ پروگرام کے سلسلے میں 3000 ہینڈ بلز، دعوتی بروشرز، میثاق اور ندائے خلافت کے پرانے شمارے تقسیم کیے گئے اور مصروف مقامات پر کارنر میٹنگز بھی کی گئیں۔ نماز عصر کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ حاضرین کی تعداد تقریباً 400 کے قریب تھی۔ نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان جناب سید نسیم الدین نے پروگرام کی صدارت فرمائی۔ جناب اعجاز لطیف نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیے۔ مدینہ مسجد کے امام و خطیب جناب مفتی یٰسین صاحب نے سورۃ آل عمران کی آیات 102 تا 104 کی تلاوت فرمائی۔ حافظ مدثر حبیب نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ اس کے بعد امیر حلقہ انجینئر نوید احمد نے سورۃ آل عمران کی مذکورہ آیات کے ذریعہ "مسلمانوں کا باہمی اتحاد...... قرآنِ حکیم کی روشنی میں" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ احباب نے مکمل نظم و ضبط کے ساتھ یہ خطاب سنا۔ نماز مغرب کے بعد چائے سے احباب کی تواضع کی گئی۔ اس دوران احباب سے ملاقاتیں بھی کی گئیں۔ 19 افراد نے بیعت فارم پر کیے اور تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ مزید چھ افراد نے تنظیم کے بارے میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ اس طرح اس علاقہ میں بھی تنظیم کا نظم قائم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ تمام منتظمین و شرکاء کی محنت و تعاون کو قبول فرمائے اور ہم سب کو خلوص اور استقامت کے ساتھ اقامت دین کی جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(مرتب: انصار احمد)

حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام نئے رفقاء کے ساتھ تعارفی نشست

15 فروری 2009ء کو تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے تحت نئے رفقاء کے ساتھ تعارف کی نشست دفتر حلقہ میں منعقد ہوئی۔ اِس پروگرام میں تقریباً 25 رفقاء نے شرکت کی۔ رفقاء نے فرداً فرداً اپنا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد محمد سلیم نے تعارف تنظیم اسلامی کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے واضح کیا کہ تنظیم اسلامی ہمیں ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے کہ جس میں ایک فرد اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کو ادا کر سکتا ہے۔ مدثر رشید نے بانی تنظیم و امیر تنظیم اسلامی کے بارے میں نئے رفقاء کو آگاہ کیا۔ اس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ بعد ازاں علاؤ الدین نے فرائض دینی کے جامع تصور کی وضاحت کی۔ محمد ریاض نے تنظیمی ڈھانچہ کے حوالے سے گفتگو کی۔ "اسلام میں جماعت اور بیعت کی اہمیت" پر ابرار احمد نے بیان کیا۔ آخر میں راجہ محمد اصغر نے رفقاء تنظیم کی ذمہ داریوں کے بارے میں نئے رفقاء کو آگاہ کیا۔ پروگرام کے آخر میں رفقاء کی کھانا کھلایا۔ اس کے ساتھ ہی یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر سی سعی و جہد کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ (رپورٹ: محمد ندیم)

تنظیم اسلامی حلقہ بالائی سندھ کے زیر اہتمام لاڑکانہ شہر میں درس قرآن

توسیع دعوت کے حوالے سے جناب سعید احمد سندھو (منفرد رفیق لاڑکانہ) کے مشورہ سے 26 فروری 2009ء بعد نماز عصر لاڑکانہ میں درس قرآن کا پروگرام منعقد ہوا۔ جناب غلام محمد سومرو (امیر حلقہ) نے سورۃ آل عمران کے آخری رکوع کا درس دیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین، دن اور رات میں عقل والوں کے لئے نشانیاں رکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں غور و فکر کر کے اس کی عظمت و قدرت کا استحضار ایک اعلیٰ عبادت ہے اور ان سے عبرت حاصل نہ کرنا سخت نادانی ہے۔ انسان کا مقصد تخلیق اللہ کی بندگی ہے۔ اللہ نے انسان کی رہنمائی کے لئے رسول بھیجے جو وقتاً فوقتاً اللہ کی طرف سے آنے والی منادی سناتے رہے۔ جو لوگ ان مبارک ہستیوں پر ایمان لائے اور گناہوں سے توبہ کی، ان کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اس کے برعکس جو لوگ ظاہری عیش و عشرت اور مال و دولت کے پیچھے لگے، ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ دعا پر درس کا پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

امیر حلقہ نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا جو اپنا قیمتی وقت نکال کر قرآن کا پیغام سننے آئے۔ شرکاء کی تعداد 35 تھی۔ ان میں تنظیم اسلامی کا بنیادی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ درس کے اختتام پر شرکاء کی چائے بسکٹ کے ساتھ تواضع کی گئی اور جناب سعید احمد سندھو نے اس درس کو ماہانہ بنیاد پر منعقد کروانے کا عزم کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہمت اور توفیق دے کہ اس سلسلہ کو جاری رکھ سکیں۔

(رپورٹ: نصر اللہ انصاری، سکھر)

امیر حلقہ سرحد شمالی کا دیر بالا کا تنظیمی دورہ

تنظیم اسلامی کے امیر حلقہ سرحد شمالی نے 25 تا 27 فروری 2009ء دیر بالا کا تنظیمی دورہ کیا۔ شیڈول کے مطابق 11 بجے تیمرگرہ سے روانگی ہوئی۔ نماز ظہر کے فوراً بعد بی بیوڑ پہنچے۔ قبل ازیں امیر مقامی تنظیم عالم زیب نے تمام رُفقاء کو بروقت اطلاع دے دی تھی۔ لہٰذا حاضری خاصی اچھی تھی۔ راقم نے تنظیمی اور دعوتی کاموں میں سست روی کے حوالہ سے گفتگو کی اور ان وجوہات کا مفصل تذکرہ کیا جن کی وجہ سے رُفقاء میں تساہل اور تنظیمی امور کے حوالہ سے غیر فعالیت کا اندیشہ رہتا ہے۔ رُفقاء کو تاکید کی گئی کہ وہ ایک بار پھر دل کی گہرائیوں سے اس عزم کو تازہ کریں جس کے لئے انہوں نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔

رُفقاء کو تنظیم کے کم سے کم تقاضوں کو مدنظر رکھنے کے لئے درج ذیل اُمور پر پورے طور پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت کا احساس دلایا گیا۔

1۔ اُسرہ کی سطح پر ہفتہ وار اجتماع میں حاضری اور نظام العمل میں دیئے گئے پروگرام پر عمل پیرا ہونا۔
2۔ کم از کم ہر اُسرہ کی سطح پر حلقہ قرآنی کا قیام اور اس میں ہر رفیق کی شرکت کو یقینی بنانے کے علاوہ احباب کو دعوت کی بنیاد پر ان محافل قرآنی میں شرکت کے لئے آمادہ کرنا۔ اور انہیں حکمت کے ساتھ تنظیم کے بنیادی فکر اور طریق کار سے روشناس کرانا۔
3۔ ذاتی احتساب کی غرض سے روزانہ اپنی ذاتی احتسابی رپورٹ پُر کرنا۔
4۔ مبتدی اور ملتزم رُفقاء کے لئے مقرر کردہ نصاب میں دی گئی تنظیمی کتب کا مطالعہ۔
5۔ انفاق فی سبیل اللہ میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینا۔
6۔ ماہانہ بنیادوں پر تنظیم کی سطح پر فہم دین کورس کا انعقاد اور ایک روزہ، دو روزہ پروگراموں میں شرکت کو یقینی بنانا۔
7۔ حلقہ کی سطح پر سہ ماہی اجتماع میں شرکت اور اس کے تمام پروگراموں میں ذوق و شوق سے حصہ لینا۔
8۔ جرائد تنظیم ندائے خلافت اور میثاق کا باقاعدہ مطالعہ اور اس کے ذریعے تنظیم کے پیغام کو آگے پھیلانا۔

ان اُمور پر رُفقاء کے ساتھ تبادلہ خیال کے علاوہ رفیق تنظیم محمد خالد کے ساتھ حالیہ مبتدی تربیت گاہ (بمقام سرگودھا) میں ان کی شرکت کے حوالہ سے ان کے تاثرات سنے۔ رُفقاء نے ایک نئے عزم کے ساتھ عبادت رب، شہادت علی الناس، اور اقامت دین کی جدوجہد میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کا تجدید عہد کیا۔ چونکہ تنظیم اسلامی بی بیوڑ میں دو سال کی تکمیل پر نظام العمل کے مطابق نئے مقامی امیر کے تقرر کے لئے استصواب رائے کرانا تھا، لہٰذا مقررہ طریقہ کے مطابق خفیہ رائے شماری کے ذریعے یہ کام مکمل کیا گیا۔

رات کا قیام دیر میں ہوا۔ اگلے دن 26 فروری بروز جمعرات دیر میں اُسرہ امیری کس کے تین رُفقاء بشمول نقیب اُسرہ منظور احمد اور امیر مقامی تنظیم لائق سید سے ملاقات ہوئی۔ دیر میں حلقہ قرآنی کے متعلق بات ہوئی جس پر رُفقاء نے اطمینان کا اظہار کیا۔ لائق سید نے جو اُسرہ سرباٹ کے نقیب بھی ہیں، وہاں کے رُفقاء کی تنظیمی سرگرمیوں میں عدم دلچسپی کا ذکر کیا۔ پروگرام کے مطابق 4 بجے کنوڑی کے رُفقاء کے ساتھ ایک طویل نشست ہوئی جو شام تک جاری رہی۔ الحمد للہ حاضری 100 فی صد تھی۔ تمام رُفقاء نے نہایت توجہ سے راقم کی گفتگو سنی جو زیادہ تر ان کو اپنے عہد اور بیعت کے تحت ذمہ داریوں سے متعلق تذکیر پر مبنی تھی۔ تنظیم سے متعلقہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے عہد کی تجدید کی۔ نقیب اُسرہ سے درخواست کی گئی کہ وہ نظام العمل کے عین مطابق پروگرام منعقد کیا کریں اور رُفقاء کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ذاتی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ رُفقاء کو 7 مارچ کو حلقہ کے مرکز میں ہونے والی شب بیداری میں شرکت کی درخواست کی گئی۔ رُفقاء نے اجتماعی طور پر اس میں شرکت کرنے کا وعدہ کیا۔ رات کو واپس دیر چلے گئے اور اگلے روز قبل از نماز جمعہ تیمرگرہ پہنچ گئے۔

اس دورہ میں دیر بالا کے تمام مقامات پر رُفقاء کو تحریک نفاذ شریعت محمدی کے امیر مولانا صوفی محمد کے ساتھ 24 فروری کو تنظیم اسلامی کے وفد کی چکدرہ میں ہونے والی ملاقات کی تفصیلات سے بھی آگاہ کیا گیا۔ مولانا صوفی محمد سب سے زیادہ زور نفاذ شریعت اور علاقہ میں امن کے قیام پر دے رہے ہیں۔ اللہ ہمیں نظام شریعت اور اُس کے نتیجے میں امن وامان کی برکات سے نوازے۔ (آمین)

(مرتب: محمد نعیم)

تنظیم اسلامی سیالکوٹ جنوبی کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام

بعد نماز مغرب پروگرام کا آغاز عرفان ڈار کی تلاوت قرآن سے ہوا۔ محمد آصف نے کلام اقبال پیش کیا۔ بعد ازاں امیر تنظیم اسلامی سیالکوٹ جنوبی جناب عبدالقدیر بٹ نے ”نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں“ کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے واضح کیا کہ نبی اکرم ﷺ پر ایمان دل اور زبان دونوں سے ضروری ہے۔ حضور ﷺ کی عزت و تکریم فرض ہے یہاں تک کہ اہل ایمان کو آپ ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنے سے بھی سختی سے روکا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جو مشن لے کر آپ ﷺ تشریف لائے اس میں آپ ﷺ کی مدد کی جائے، اور جو نور (قرآن) آپ ﷺ کے ساتھ نازل ہوا ہے، اس کی اتباع کی جائے۔ راقم نے ”راہ حق میں راہی حق ﷺ کی مشکلات“ پر اظہار خیال کیا۔ نماز عشاء کے بعد علی شاہد نے کلام اقبال پیش کیا۔ سعید الدین نے نجات کی راہ پر مختصراً روشنی ڈالی۔ کلیم انجم نے سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ (682ء۔720ء) بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بنو امیہ کے آٹھویں خلیفہ تھے۔ جب آپ فوت ہوئے تو ان کے سات بیٹوں کو ایک ایک دینار وراثت میں ملا۔ جبکہ اسی خاندان کے ایک خلیفہ مروان بن عبدالملک اپنے وارثوں کے لئے وراثت میں ایک کروڑ دس لاکھ دینار چھوڑ گئے۔ لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ مروان کے بیٹے بازاروں میں بھیک مانگتے ہوئے پائے گئے جبکہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے صاحبزادگان ایک ایک دن میں سو سو اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کرتے تھے۔ اکرام الحق نے جمعہ کے احکام اور فضائل بیان کئے۔ کھانے کے بعد حافظ ذوالفقار شاہد نے حالات حاضرہ کا تجزیہ کیا اور بتایا کہ بحیثیت قوم ہم اس وقت سخت خطرات سے دوچار ہیں۔ ملک کو داخلی اور خارجی محاذوں پر خوفناک صورتحال کا سامنا ہے۔ اگر ہم فی الواقع دنیوی و اخروی فوز و فلاح اور وطن عزیز کی سلامتی چاہتے ہیں تو ہمیں اجتماعی توبہ کرنا ہوگی اور اس کی صورت یہ ہے انفرادی طور پر بھی اسلام پر کاربند ہوں اور اجتماعی طور پر اللہ سے کئے ہوئے وعدے کے مطابق ملک میں اسلامی شریعت کے نفاذ کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ آخر میں حافظ نعیم صفدر بھٹہ نے وضو کے مسائل بیان کئے۔ بعد ازاں اس حوالے سے مذاکرہ کیا گیا۔ رات ساڑھے دس بجے اس مبارک پروگرام کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ: اعجاز عنصر)

توبہ کی منادی
ابلیسی نظام کے دو ہتھیار
بے حیائی کا فروغ اور سودی کاروبار
تنظیم اسلامی کا پیغام نظام خلافت کا قیام
فون 042-6316638
042-6366638
www.tanzeem.org